




عاشورہ

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تدوین و ترمیم
مولانا محمد شریف نقشبندی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز


لاہور — کراچی — پاکستان



فہرست

| صفحہ | نام مضمون | صفحہ | نام مضمون |
|------|---|------|---|
| ۱۱ | بچوں کو کھانا دینا | ۶ | عاشورہ کیا ہے ؟ |
| ۱۱ | عاشورہ کا روزہ اور فطرہ کے صدقہ کی ادائیگی۔ | ۷ | عاشورہ کا روزہ کا ترک کرنا |
| ۱۲ | ماہ رمضان سب سے افضل ہے | ۷ | قریش کا ایام جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھنا۔ |
| ۱۳ | گزشتہ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ | ۷ | یوم عاشورہ کا ایام اللہ ہونا |
| ۱۳ | نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا۔ | ۸ | یوم عاشورہ بطور عید منایا جاتا تھا |
| ۱۴ | حضرت ابن عباس کا یوم عاشورہ کے متعلق فرمان | ۹ | یوم عاشورہ یوم نجات ہے |
| ۱۴ | یہود کی مخالفت کرنا | ۹ | یوم عاشورہ فرعون کی ہلاکت کا یوم ہے |
| ۱۴ | چہار عمل کا حال ہونا | ۱۰ | یوم عاشورہ کی طرف رغبت دلانا |
| ۱۵ | فضیلت والا روزہ | ۱۰ | فریضہ رمضان کے بعد یوم عاشورہ کی اہمیت۔ |
| ۱۵ | افضل نماز اور افضل مہینہ | ۱۰ | یوم عاشورہ کیا ہے ؟ |

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: عاشورہ
مصنف: حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
مرتبہ: مولانا محمد شریف نقشبندی
اشاعت: دسمبر 2001ء
تعداد: ایک ہزار
ناشر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
قیمت:  روپے
ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953
9۔ انکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350
فیکس:- 042-7238010
14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی
فون:- 021-2210212-2212011-2630411
e-mail:- zquran@brain.net.pk
Visit us at:- www.ziaulquran.com
Green Dome International Ltd.
148-164 Gregory Boulevard, Nottingham, NG7 5JE U.K.
Tel:- 0115-911 7222 Fax:- 0115 911 7220

| | | | |
|----|---|----|--|
| ۱۵ | ایک قوم کی توبہ کی مقبولیت | ۳۰ | جبریل کا شہادت کی خبر دینا |
| ۱۵ | توبہ النصوح کی تجدید کرنا | ۳۰ | شہادت گاہ کی مٹی لانا |
| ۱۶ | ایک دن پہلے اور ایک دن بعد کا روزہ رکھنا۔ | ۳۱ | سُرخ رنگ کی مٹی لانا |
| ۱۸ | انبیاء کرام کا روزہ رکھنا | ۳۱ | جبریل کا مقتل گاہ کی مٹی لانا |
| ۱۸ | دوسال کی عبادت کا ثواب | ۳۲ | قاتل حسین پر غضب الہی |
| ۱۸ | یہود کی مخالفت اور فیل کا روزہ رکھنا | ۳۳ | محبوب خدا کو قتل حسین کا ملال ہونا |
| ۱۹ | سال بھر کے روزوں کا اجر | ۳۳ | حضرت حسین کے بدل میں ستر ہزار کا قتل ہونا |
| ۱۹ | یوم عاشورہ کی حکمت عجیبہ | ۳۳ | مٹی سو گھنٹا اور آنکھوں سے آنسو بہنا |
| ۲۰ | برزخ میں فراخی ہونا | ۳۴ | حیرت زدہ خبر لانا |
| ۲۰ | مہینہ کا سردار محرم الحرام کا مہینہ ہے | ۳۴ | قاتل حسین پر عذاب شدید ہونا |
| ۲۱ | ملائکہ میں افضل کون؟ | ۳۵ | سک کھولت کی آمد |
| ۲۱ | رسوم بد سے اجتناب کرنا | ۳۵ | مقتل حسین سے آنا |
| ۲۲ | ائمہ کا سرمہ لگانا | ۳۶ | سرمبارک عبید اللہ بن زیاد کے پاس لایا جانا |
| ۲۶ | چہار دروازوں والا قبۃ | ۳۶ | ابن زیاد کا امام حسین کے حسن کی تعریف کرنا |
| ۲۶ | دس ہزار فرشتوں کا ثواب دیا جانا | ۳۶ | ایک بوتل میں خون |
| ۲۶ | قیامت کا قائم ہونا | ۳۶ | جنت کی آہ وزاری |
| ۲۶ | تخلیق جبریل | ۳۶ | |
| ۳۰ | شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ | | |

| | | | |
|----|---|----|--|
| ۳۸ | جنت کا شمار میں نوح خوانی کرنا | ۳۸ | فدا دہر پاکر نئے والے افراد |
| ۳۸ | یزید کا رخ ڈالنا | ۳۸ | یزید کے لیے موت کی آرزو کرنا |
| ۳۹ | سنت کو بدلتے والا شخص | ۳۹ | شامیوں کا یزید کی بیعت کرنا |
| ۳۹ | بیس کوڑوں کی سزا | ۳۹ | عراق کی جانب روانگی کا قصد کرنا |
| ۴۱ | مصاحبت امام حسن رضی اللہ عنہ | ۴۸ | حضرت حسین کی خدمت میں خطوط روانہ کرنا۔ |
| ۴۱ | یزید کی خلافت کے لیے عہد کیا جانا | ۴۸ | یوم عاشورہ کا مصائب زدہ منظر |
| ۴۱ | حضرت ابن عمر کا بیعت کے لیے بلوایا جانا | ۴۹ | دار الامارۃ کی طرف اشارہ کرنا |
| ۴۱ | ابن زبیر کو بلوایا جانا | ۵۰ | سراقہ یزید کے پاس آنا |
| ۴۳ | حضرت امیر معاویہ کا منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھنا | ۵۱ | اللہ اور فرشتوں کی لعنت کس پر |
| | | ۵۱ | لشکر سردار کی ہلاکت |
| | | ۵۲ | غلاف کعبہ کا جل جانا |



حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ رمضان کے روزہ کے فرض ہونے سے پہلے یوم عاشورہ میں روزہ رکھا جاتا تھا۔ جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا، جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے روزہ نہ رکھے۔

پھر ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یوم عاشورہ میں روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (الحديث) روایت دیگر میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور یہی وہ روز ہے کہ جس روز کتبۃ اللہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب فرضیت رمضان کا نزول ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو چاہے روزہ رکھے تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے اور جو چاہے نہ رکھے

تو وہ ترک کر سکتا ہے۔

عاشورہ کا روزہ کا ترک کرنا

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عاشورہ کے روز قریش بھی روزہ رکھتے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ نے اس کے روزہ کا حکم فرمایا۔ پھر جب فرضیت رمضان کا حکم ہوا تو عاشورہ کا روزہ چھوڑ دیا۔ اب جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب رمضان فرض ہوا تو نبی غیب وان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

قریش کا ایام جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھنا

ایک روایت ہے کہ قریش ایام جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے پھر حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا جو روزہ رکھنا چاہے رکھ سکتا ہے اور جو نہ رکھنا چاہے نہ رکھے۔ اس کی تفصیلات بخاری و مسلم نے دی ہیں اور امام مالک اور ابو داؤد اور امام ترمذی نے جو بھی روایت نقل کی ہے۔

یوم عاشورہ ایام اللہ ہونا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایام جاہلیت میں لوگ

بروز عاشورہ روزہ رکھنے تھے اور رمضان کے فرض ہونے سے قبل نبی پاک صاحب
لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے بھی خود روزہ رکھا ہے اور باقی تمام اہل اسلام نے
بھی۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو محبوب خدا علیہ النعمۃ والثناء نے
فرمایا کہ یوم عاشورہ آیام اللہ ہے لہذا جو چاہے روزہ رکھے۔

ایک اور روایت میں منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت قدسیہ
میں عاشورہ کے دن کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ وہ یوم ہے کہ جس یوم میں جہا
کے دور میں روزہ رکھا جاتا تھا اور اب جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے
اس کی توضیح بخاری و مسلم نے کی۔ اور بخاری سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی فرمایا پھر فضیلت رمضان پر آپ نے
یوم عاشورہ کا روزہ رکھنا چھوڑ دیا۔

اور مسلم نے دوسری روایت کی مثل بیان کرتے ہوئے کہا کہ جو قوم میں سے روزہ
رکھنا پسند کرے وہ رکھے اور جو ناپسند کرے وہ ترک کر دے۔ ابو داؤد نے پہلی
روایت کی طرح ذکر کیا۔

یوم عاشورہ بطور عید منایا جاتا تھا

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہود یوم عاشورہ کو بڑی قدر کی
تکاء سے دیکھتے تھے اور اس روز کو بطور عید مناتے تھے تب محبوب خدا علیہ النعمۃ
والثناء نے فرمایا کہ تم بھی اس دن روزہ رکھو

ایک روایت میں ہے کہ اہل خیبر بروز عاشورہ روزہ رکھتے اور عید مناتے تھے

اور اپنی عورتوں کو اس روز کپڑائے زیورات سے آراستہ کرتے تھے تب حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم بھی روزہ رکھو۔ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی۔

یوم عاشورہ یوم نجات ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب مدینہ منورہ میں آئے تو یہود کو دیکھا کہ یوم عاشورہ کا
روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا یہ بہت بہتر
دن ہے اس روز اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو
ان کے دشمنوں سے نجات دی تو انہوں نے روزہ رکھا۔ اُس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا تم سے بڑھ کر ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے ہیں۔ پھر آپ
نے اس دن کا روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی فرمایا۔

یوم عاشورہ فرعون کی ہلاکت کا یوم ہے

ایک اور روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا یہ کون سا
دن ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ بہت بڑا دن ہے اس روز
اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون
اور اس کی قوم کو غرق کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکرانہ روزہ رکھا ہم اس
کی عظمت میں روزہ رکھتے ہیں۔ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی اور ابو داؤد نے
دوسری روایت نکالی۔

یوم عاشورہ کی طرف رغبت دلانا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام و التسلیم عاشورہ کے دن کاروزہ رکھنے کا حکم فرماتے اور اس کی طرف راغب بھی کرتے اور اس کا عہد بھی کراتے تھے۔ پھر جب رمضان کی فرضیت کا نزول ہوا تب آپ نے ہمیں اس کا نہی حکم دیا اور نہ ہی منع کیا اور نہ ہی عہد دیا۔ مسلم نے اس کی تخریج کی

فرضیت رمضان کے بعد یوم عاشورہ کی اہمیت

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اشعث بن قیس حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ بروز عاشورہ کھانا تناول فرما رہے تھے اور کہاتے ابو عبد الرحمن یہ تو یوم عاشورہ ہے۔ وہ کہنے لگے کہ رمضان کے فرض ہونے سے قبل روزہ رکھا جاتا تھا۔ پھر جب ماہ رمضان فرض ہوا تو اسے ترک کر دیا گیا۔ لہذا اگر تم روزہ سے نہیں ہو تو کھانا تناول فرماؤ۔ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی ہے۔

یوم عاشورہ کیا ہے؟

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان علیہ السلام نے ایک اسلمی مرد کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو خبردار کر دے کہ جس نے سحری کھائی ہے وہ باقی دن کاروزہ بھی رکھے اور جس نے نہیں کھائی وہ بھی روزہ رکھے کیونکہ یہ بروز عاشورہ ہے۔

بچوں کو کھلونا دینا

ایک اور روایت ہے کہ ایک اسلمی مرد سے فرمایا کہ تم اپنی قوم کو خبردار کرو یا یہ فرمایا کہ تم لوگوں کو خبر دو۔ شک لدی ہے۔ اس کی تخریج بخاری و مسلم اور نسائی نے کی ہے اور حضرت عبدالرحمن بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی کی مثل ابوداؤد نے تخریج کی ہے

حضرت ربیع بنت حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے عاشورہ کی فجر کو مدینہ منورہ کے ارد گرد کے انصاریوں کے دیہاتوں میں اطلاع بھجوا دی کہ جو شخص روزہ سے ہو وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جو روزہ دار نہ ہو وہ تمام دن روزہ داروں کی مثل گزارے پھر اس کے بعد ہم خود بھی روزہ رکھتے اور اپنے چھوٹے بچوں کو روزہ رکھاتے اور ہم مسجد میں چلے جاتے اور ان بچوں کے لیے ہم اون کے کھلونے بنا دیتے جو بچہ کھانے کی خواہش میں رہتا ہم اُسے کھلونا پیش کرتے یہاں تک کہ روزہ چھوڑنے کا وقت ہو جاتا۔ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی اور ایک دوسری روایت بھی اس جیسی ہے۔

عاشورہ کا روزہ اور فطرہ کے صدقہ کی ادائیگی

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے اور فطرہ کا صدقہ ادا کرتے۔ پھر جب رمضان فرض ہوا اور زکوٰۃ کا حکم آیا تو پھر ہمیں نہ تو اس کا حکم دیا گیا اور نہ ہی اس سے روکا گیا ہم اسی

طرح کرتے رہے۔ نسائی نے اس کی تخریج کی ہے۔

محمد صیفی سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوم عاشورہ میں پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے آج کچھ کھا یا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کچھ تو روزہ سے ہیں اور کچھ روزہ سے نہیں ہیں۔ فرمایا تم تمام کے تمام باقی دن کو پورا کرو اور اگر دو کے لوگوں کو خبر دے دو کہ وہ اپنا باقی دن پورا کریں۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ انھیں یہ روایت پہنچی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمارت بن ہشام کو اطلاع کرائی کہ کل عاشورہ کا دن ہے تم روزہ رکھنا اور اپنی اولاد کو کہنا کہ وہ بھی روزہ رکھیں میوے میں اس کی تخریج ہے۔

ماہ رمضان سب سے افضل ہے

حضرت عبید اللہ بن ابی یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا کہ ان سے یوم عاشورہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا میں اس بات کا علم نہیں رکھتا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی ایسے دن کا روزہ رکھا ہو اور اس دن کے سوا دوسرے دنوں پر اس کی فضیلت طلب کرتے ہوں۔ کوئی ماہ رمضان کے مہینہ سے افضل نہیں ہے۔

عبداللہ بن موسیٰ نے کہا کہ میں نے دیکھا نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے

دن کے روزہ کی تلاش میں ہوں جسے دوسرے دن پر فضیلت ہو سوائے عاشورہ کے دن کے اور ماہ رمضان کے۔ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی۔

گذشتہ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ

حضرت ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنے پر گمان کرتا ہوں کہ اس دن کو اللہ تعالیٰ گزرے ہوئے سال کے گناہوں کا کفارہ بنا دے۔ اس کی تخریج ترمذی نے کی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ ترمذی نے اس کی تخریج کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا اگر اگلے سال میں زندہ رہا تو ضرور نویں اور عاشورہ کا روزہ رکھوں گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انھوں نے کہا کہ جب محبوب خدا علیہ الیقینۃ والثناء نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم فرمایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو وہ دن ہے کہ جس دن کی بدولت نصاریٰ الغلیم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ

آئندہ سال نویں کا سبھی روزہ رکھوں گا۔ پھر آئندہ سال ایسا ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتقال فرمایا۔

حضرت ابن عباس کا یوم عاشورہ کے متعلق فرمان

حکیم بن اعرج کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس میں اُس وقت پہنچا جب وہ زمزم شریف سے اپنی چادر پیٹے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے۔ میں نے کہا کہ عاشورہ کے روزہ کے بارے میں فرمائیے؟ آپ نے فرمایا کہ جب تم محرم الحرام کا چاند دیکھو تو کھاؤ اور نویں کا روزہ رکھو۔ کہا کہ کیا محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء اسی طرح روزہ رکھا کرتے تھے؟ فرمایا، ہاں۔ اسے مسلم نے بیان کیا اور ابو داؤد نے دوسری اور تیسری کو۔

یہود کی مخالفت کرنا

ایک روایت میں رزین نے حضرت عطار سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ نویں اور دسویں کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو۔

چہار عمل کا عامل ہونا

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ چار عمل ایسے ہیں جنہیں محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی ترک نہیں کیا۔ ۱۔ عاشورہ، عشرہ

ذوالحجہ اور ہرمہ کے تین روزے اور فجر سے پہلے دو رکعت۔ نسائی نے اسے بیان کیا۔

فضیلت والا روزہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینہ کے بعد سب سے افضل روزہ اللہ کے مہینہ محرم کا ہے۔ اور فرائض پنج گانہ کے بعد سب سے زیادہ افضل نماز صلوٰۃ بلیل ہے۔

افضل نماز اور افضل مہینہ

ایک اور روایت میں مروی ہے کہ راوی نے کہا کہ دریافت کیا گیا کہ کون سی نماز فرائض مکتوبہ کے بعد افضل ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: صلوٰۃ اللیل۔ اور کون سا روزہ رمضان کے بعد افضل ہے؟ فرمایا اللہ کا مہینہ محرم۔ اس کی مسلم اور ابو داؤد نے تخریج کی۔ ترمذی اور نسائی نے پہلی روایت کی تخریج کی۔

ایک قوم کی توبہ کی مقبولیت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ وہ کونسا مہینہ ہے جو رمضان کے بعد ہے جس میں آپ مجھے

حکم دیں کہ میں روزہ رکھوں؟ آپ نے فرمایا میں نے نہیں سنا کہ کسی نے اس کے متعلق پوچھا ہو۔ سوائے اس کے کہ میں نے سنا کہ ایک مرد نے رسول خدا علیہ التیمۃ والثناء سے پوچھا کہ میں اُس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اُس نے استفسار کیا کہ یا رسول اللہ! رمضان المبارک کے بعد آپ کس مہینہ کا حکم فرماتے ہیں کہ میں روزہ رکھوں؟ آپ نے فرمایا اگر تم رمضان کے بعد روزہ رکھنا چاہتے ہو تو محرم کا روزہ رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اس میں ایک روز ایسا ہے جس میں ایک قوم کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول کی اور پھر دوسری قوم کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ ترمذی نے اس کی تخریج کی۔

یہ وہ احادیث ہیں جو صحاح ستہ میں موجود ہیں اور جامع الاصول میں بھی کی گئی ہیں۔ ازاں بعد ہم اُن احادیث کا تذکرہ کرتے ہیں جو جامع کبیر میں مذکور ہیں جسے شیخ عارف باللہ علی متقی نے تالیف فرمایا اور اسے علامہ جلال الدین سیوطی نے ترتیب دے کر جمع الجوامع میں تحریر کیا۔ اگرچہ اس میں احادیث مذکورہ بھی دوسری سندوں کے ساتھ روایت کی گئی ہیں یہاں اسے دوبارہ تحریر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ صحاح کی سندوں کے ساتھ بیان ہو چکی ہیں۔ البتہ اگر دوسرے الفاظ کے ساتھ ذکر ہوتیں جو جامع الاصول میں نہیں ہیں تو وہ بیان کر دی جاتیں۔ ان کے علاوہ جو احادیث ہیں انھیں ہم بیان کرتے ہیں۔

توبۃ النصوح کی تجدید کرنا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ

نور بنی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تم رمضان کے مہینے کے بعد روزہ رکھنا چاہو تو محرم کا روزہ رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں ایک دن ایسا ہے جس میں ایک قوم کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور دوسری قوم کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو نصیحت دلائی کہ یوم عاشورہ توبۃ النصوح کی تجدید کریں اور توبہ کی مقبولیت کی آرزو رکھیں۔ پھر جس شخص نے اس روز اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ ویسے ہی قبول فرمائے گا۔ علامہ ترمذی نے اسے روایت کیا۔

ایک دن پہلے اور ایک دن بعد کا روزہ رکھنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ حضور بنی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عاشورہ کے دن کا روزہ رکھو اور اس میں یہود کی مخالفت کرو اور اس کے ایک روز پہلے اور ایک روز بعد کا بھی روزہ رکھو۔ امام احمد نے اسے روایت کیا۔

اور پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہا کہ محبوب خدا علیہ التیمۃ والثناء نے فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو عاشورہ سے ایک روز پہلے اور ایک روز کے بعد روزہ رکھنے کا حکم کروں گا۔ بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی۔

انبیاء کرام کا روزہ رکھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عاشورہ کا روزہ رکھو کیونکہ اس دن انبیاء کرام روزہ رکھتے تھے تو تم بھی روزہ رکھو۔ اسے ابن ابی شیبہ نے بیان کیا۔

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب خدا علیہ التیمۃ و الشہادۃ نے فرمایا عاشورہ کا دن تم سے پہلے لوگوں کی عید کا دن ہے تم بھی اس روزہ رکھو۔ اسے بزار اور دیلمی نے روایت کیا۔

دو سال کی عبادت کا ثواب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ جس نے محرم الحرام کے تین دن کے روزے رکھے۔ جمعرات۔ جمعہ اور ہفتہ تو اس کے حق میں دو سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔

یہود کی مخالفت اور نویں محرم کا روزہ رکھنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب آٹھ سال آئے گا تو ہم نویں کا بھی روزہ رکھیں گے۔ اور انہی سے مروی ہے کہ رسول خدا علیہ التیمۃ و الشہادۃ نے فرمایا کہ جب آٹھ

سال آئے گا تو ہم نویں کا روزہ بھی رکھیں گے۔

اور پھر انہی سے مروی ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو یہود کی مخالفت کروں گا اور نویں کا بھی روزہ رکھوں گا۔

سال بھر کے روزوں کا اجر

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یوم الزینت کا روزہ رکھا اس نے سال بھر کے گزرے ہوئے روزوں کا اجر پایا یعنی عاشورہ کے دن کا روزہ۔

یوم عاشورہ کی حکمت عجیبہ

ابو ایشخ نے کتاب الثواب میں روایت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام عاشورہ کے روز اپنی کشتی سے جودی پہاڑ پر اترے اور روزہ رکھا اور اپنے ہمراہیوں کو شکرت ادا کرنے کے لیے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اور اسی عاشورہ کے روز اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش کی توبہ کو قبول فرمایا اور حضرت یونس علیہ السلام کے شہر والوں پر اور اسی روز نبی اسرائیل پر دریا پھاڑا گیا اور اسی روز حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے تولد فرمایا۔

رزق میں فراخی ہونا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوم عاشورہ جس نے اپنے گھرواں پر رزق میں فراخی کی تو پھر تمام سال اُس کے ہاں فراخی ہی رہے گی۔

مہینوں کا سردار محرم الحرام کا مہینہ ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

حضرت آدم علیہ السلام تہ الناس ہیں

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تہ العرب ہیں

حضرت صہیت رضی اللہ عنہ تہ الروم ہیں

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ تہ الفارس ہیں

حضرت بلال رضی اللہ عنہ تہ الحبش ہیں

اور اسی طرح پہاڑوں کا سردار طور سینا ہے اور درختوں کا سردار سدرہ ہے اور مہینوں کا سردار محرم الحرام ہے اور دنوں کا سردار جمعہ المبارک ہے اور کلام کا سردار قرآن مجید ہے اور قرآن مجید میں سردار سورہ بقرہ ہے اور سورہ بقرہ میں سردار آیت الکرسی ہے۔ خبردار آیت الکرسی میں پانچ کلمات ہیں اور ہر کلمہ میں پچاس برکتیں ہیں۔ وہابی نے اپنی منہ افرویں میں بیان کیا اور یہ ضعیف ہے۔

ملائکہ میں افضل کون؟

صاحب تصنیف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس بارے میں دیگر احادیث میں ہے کہ سب سے افضل مہینہ رمضان کا مہینہ ہے اور وہ روایت جسے طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہما کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تمہیں اس امر سے خبردار نہ کروں کہ ملائکہ میں افضل حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور دنوں میں افضل یوم جمعہ اور مہینوں میں افضل ماہ رمضان اور راتوں میں افضل بیۃ القدر اور عورتوں میں افضل مریم بنت عمران ہے۔ مگر یہ کہ افضلیت اور ریادت میں بہت امتیاز ہے۔ خوب خود کیجئے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

رسوم بد سے اجتناب کرنا

حضرت شیخ شہاب الدین بن حجر الہیثمی مصری مفتی مکہ مکرمہ اور اپنے دور کے رئیس الفقہاء والمحدثین اپنی کتاب صواعق مخرقہ میں رقم طراز ہیں کہ: خبردار! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عاشورہ کے دن جو شکلات کا سامنا ہوا حقیقت میں یہ شہادت ہے جس کی وجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے مراتب کو بلندی اور منزلت کو وسعت ملتی ہے اور اہل بیت اطہار کے درجات کی بلندی مقصود تھی لہذا جو بھی اس دن وقوع پذیر ہونے والے مصائب دالام کا ذکر کرے تو اس کے لیے مناسب ہے کہ وہ حکیم الہی کو بجالانے کے لیے انا للہ وانا الیہ راجعون کی تلاوت میں مشغول ہو تاکہ اللہ تعالیٰ نے

جو اس پر ثواب مرتب فرمایا ہے اس کا سزاوار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **أُولَٰئِكَ عَلَيْكُمْ صَلَواتُ اللَّهِ يَوْمَ تَدْعُ إِلَىٰ خُسْرٍ** اس روز کسی اور طرف التفات نہ کرے سوائے اس کے یا اس کی مثل بڑی بڑی نیکیاں مثلاً روزہ، خیر دار، خیر دار، بدافضل کی بدعات میں مشغول نہ ہو جائے مثلاً گریہ و زاری، ماتم و زور وغیرہ کیونکہ یہ بات مسلمانوں کے اخلاق سے بہت دور ہے ورنہ اگر ایسا ہوتا تو یقیناً محبوب خدا علیہ التیمۃ والثناء کے انتقال شریف کا روز اس سے زیادہ غم کا سزاوار ہوتا۔ متعصب خارجیوں کی بدعات سے اجتناب کرو جو اہل بیت الہام کی جو کرتے ہیں۔ جملہ کی بدعات سے اجتناب کرو جو فاسد کو فاسد سے، بدعت کو بدعت سے۔ برائی کو بُرائی سے تعادل کرتے ہیں کہ وہ لوگ انتہائی مسرت کا اظہار کرتے ہیں، عید مناتے ہیں، زینت کی نمائش کرتے ہیں۔ جیسے خضاب سرمہ اور نمٹی نئی پوشاک اور فضول خرچی خلاف عادت کھانے پکانے وغیرہ میں مشغول ہوتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہی اتباع سنت ہے اور امور عادیہ میں سے ہیں حالانکہ ان تمام امور کا ترک کرنا ہی سنت نبوی ہے۔ اس لیے نہ ہی اس کے متعلق مقبرہ روایات ملتی ہیں اور نہ ہی اثر جس کی طرف رجوع کیا جاسکے۔

بعض اہل ایمان سے اور فقہاء کرام سے حقیقی طور پر یوم عاشورہ میں سرمہ لگانے منسل کرنے، لہندی لگانے، کچھڑی پکانے، نئی پوشاک پہننے اور خوشی کا اظہار کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ اس کے متعلق نہ تو رسول خدا علیہ التیمۃ والثناء سے کوئی روایت ملتی ہے اور نہ ہی کسی صحابی کا عمل ہے اور نہ ہی ائمہ المسلمین سے کوئی ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی ائمہ اربعہ اہل سنت سے اور نہ ہی علاوہ انہیں کسی اور نے اسے مستحب قرار دیا اور نہ ہی کسی قابل اعتماد کتب احادیث میں کوئی روایت ہے

سبح نہ ضعیف اور نہ جو کہا جاتا ہے کہ اگر عاشورہ کے روز سرمہ لگایا تو اس سال آنکھیں نہ دکھیں گی اور جس نے غسل کیا وہ پورا سال بیمار نہ ہوگا اور جس نے اپنی اولاد میں رزق کی فراخی کی اللہ تعالیٰ پورا سال اُس کے رزق میں فراخی فرماوے گا اور اسی قسم کی دیگر باتیں اور یہ کہ اس روز کی نماز افضلیت کی حامل ہے اور یہ کہ اس روز حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ جو دی پہاڑ پر کشتی قائم ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ سے خلاصی پانا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کے وقت دنبہ کا فدیہ کے طور پر آنا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس حضرت یوسف علیہ السلام کا واپس آنا یہ سب موضوع ہیں ماسوا اولاد پر فراخی رزق والی حدیث کے۔ لیکن اس کی سند میں کلام ہے لہذا خارجیوں ناہیدوں نے اپنی جماعت کے بموجب اس روز کو خوشی کا روز تصور کر لیا اور افسوس کے ساتھ کہ روز حالانکہ یہ دونوں خطا کرنے والے اور سنت کی مخالفت کرنے والے ہیں۔ ان سب کے متعلق چند اہل حدیث نے ایسا ہی بیان کیا ہے۔

بلاشبہ حاکم نے تصریح کی ہے کہ اس دن سرمہ لگانا بدعت ہے۔ دوسری روایت میں جو یہ ہے کہ اس روز جس نے سرمہ لگایا کبھی بھی اس کی آنکھیں نہ دکھیں گی اس کے لیے یہ بھی کہا کہ منکر ہے۔ ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں حاکم کی سند سے اسی مقام پر بیان کیا ہے اور بعض حفاظ سے دوسری اسناد سے بھی نقل کیا ہے۔ مجد الدین بنونی نے حاکم سے نقل کیا کہ روزہ کے سوا تمام وہ احادیث جو عاشورہ کی فضیلت نماز۔ انفاق۔ خضاب۔ تیل و سرمہ کھانا پکانے وغیرہ کی فضیلت میں منقول ہیں یہ تمام کی تمام موضوع اور سر بہتان ہیں۔ اسی طرح ابن قیم نے تصریح کرتے ہوئے کہا کہ سرمہ لگانے، تیل ملنے اور خوشبو لگانے کی حدیث یوم عاشورہ کے

یہ مجھوٹوں کی من گھڑت ہے۔ یہ کلام اُس شخص کے لیے ہے جو بروز عاشورہ سرمد لگانا
 اختیار کرے اور وہ جو گزرا کہ اس دن رزق میں فراخی کرے اس کی اصل ہے جیسا
 کہ حافظ الاسلام ذہب عراقی نے امالیہ میں بیہقی کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضور پُر نور صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یوم عاشورہ اپنی اولاد میں رزق کی فراخی کی تو
 اللہ تعالیٰ اُس کے رزق میں پورا سال وسعت فرمائے گا۔ ازاں بعد کہا کہ یہ حدیث
 اپنی سند میں لین ہے لیکن ابن حبان کی رائے پر حُسن ہے۔ انکی دوسری سند ہے
 جس کو حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر نے صحیح کہا ہے اس میں زیادات منکرہ ہیں۔
 اور بیہقی کا ظاہر کلام یہ ہے کہ حدیث توسع ابن حبان کی رائے کے علاوہ بھی حُسن
 ہے کیونکہ انہوں نے مختلف اسناد کے ساتھ جماعت صحابہ سے مرفوعاً روایت
 کی ہے۔ پھر کہا کہ یہ سند میں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن جب انہیں آپس میں ملایا
 جائے تو ان میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

ابن تیمیہ کا انکار کہ توسع کی کوئی روایت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت
 نہیں ہے۔ یہ وہم ہے جیسا کہ تم ابھی جان چکے ہو۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا
 قول ہے کہ صحیح نہیں ہے یعنی صحیح لذاتہ نہ ہونے سے اس کی نفی نہیں ہوتی کہ
 وہ حسن لغیرہ بھی نہیں ہے۔ حالانکہ حسن لغیرہ بھی علم حدیث میں قابلِ حجت ہوتی
 ہے جیسا کہ واضح ہے۔ انتہی۔

ائمہ کا سرمد لگانا

حضرت شیخ محمد خادوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مقاصد حسنہ میں یہ حدیث ہے کہ جس

یوم عاشورہ ائمہ کا سرمد لگایا تو اُس کی آنکھیں کھلی نہ دیکھیں گی۔ اسے حاکم اور
 بیہقی نے شعب الایمان کی تیسویں شعب میں روایت کیا اور دہلی نے حضرت
 جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو منہاک سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما
 سے مرفوعاً روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ منکر ہی نہیں بلکہ موضوع ہے۔ اسے
 اسی وجہ سے ابن جوزی اپنی موضوعات میں لائے ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی
 اللہ عنہ کی حدیث اس لیے ضعیف ہے اس میں احمد ابن منصور شومیزی ہے
 کہ بایہ حدیث مدخل علیہ ہے۔ انتہی۔

اور یہ حدیث کہ جس نے یوم عاشورہ میں اپنے گھر والوں پر رزق کی فراخی کی اللہ
 تعالیٰ اُس پر تمام سال فراخی فرمائے گا۔ اسے طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان
 اور فضائل اوقات میں روایت کیا ہے اور ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعود
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور صرف پہلی دونوں احادیث حضرت ابوسعید رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے اور صرف دوسری شعب میں حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے اور کہا کہ ان سب کی اسناد ضعیف ہیں
 لیکن جب سب کو ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں ملائیں تو "قوت" کا فائدہ
 پیدا ہو جاتا ہے۔ بلکہ عراقی نے اپنی کتاب امالی میں رقم کیا کہ حضرت ابو ہریرہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی اسناد میں سے بعض کو ابن ناصر حافظ نے
 صحیح کہا ہے اور ابن جوزی نے موضوعات میں اس حدیث کو سلیمان بن ابی
 عبید اللہ جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں لائے ہیں
 اور کہا کہ سلیمان مجہول ہے۔ حالانکہ سلیمان کو ابن حبان نے ثقہ لوگوں میں

شمار کیا ہے اور یہ حدیث اُن کی رائے میں حسن ہے اور اس حدیث کو دوسری سند کے ساتھ جو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم کی شرط کے موافق مروی ہے اس کی تخریج عبد البر نے استیعاب میں بروایت ابو زہریرہ جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور یہ سب سے زیادہ صحیح ہے اور اُسے اُنھوں نے اور دارقطنی نے افراد میں جید سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوف علیہ اور بیہقی نے شعب میں محمد بن منشد کی سند سے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس پر ہمارے مشائخ نے بکثرت مواخذے کئے ہیں لیکن ہم نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور اعتماد بن جوفی نے موضوعات میں عقیلی کے قول کے بعد جو بیہم ابن شداد راوی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے کہ یہ مہول ہے تعاقب کیا ہے بلکہ اس کا ذکر ابن جہان نے ثقات اور ضعفاء میں کیا ہے۔ انتہی۔

چار دروازوں والا قبۃ

شیخ امام حافظ علامہ عالم مدنی منورہ اپنے زمانہ میں ایشیخ علی بن محمد بن عراقی کی کتاب تنزیہ الشریعہ فی احادیث الموضوعۃ میں حدیث ہے کہ جس نے محرم کے پہلے نو دنوں کے روزے رکھے اُس کے لیے اللہ تعالیٰ ہوا میں ایک قبۃ بنائے گا جس کی پیمائش میل دو میل ہوگی اور اس کے چار دروازے ہوں گے۔ اسے ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے چونکہ اس سند میں موسیٰ طویل ہے۔ یہ ایک مصیبت تھا۔

دس ہزار فرشتوں کا ثواب دیا جانا

اور یہ حدیث کہ جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ساٹھ سال کی عبادت جس میں نماز ہے تحریر فرمائے گا اور جس نے یوم عاشورہ میں روزہ رکھا اُسے دس ہزار فرشتوں کا ثواب دیا جائے گا۔ اور جس نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا اُسے ایک ہزار حج و عمرہ کا ثواب دیا جائے گا۔ اور جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ساتوں آسمانوں کا ثواب تحریر فرمائے گا۔

قیامت کا قائم ہونا

اور یہ بھی حدیث کہ جس نے یوم عاشورہ کسی بھوکے کو کھانا کھلایا اُس نے گویا اُمت محمدیہ کے تمام فقر کو کھانا کھلایا اور انھیں سیر کر دیا۔ اور جس نے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اُس کے سر کے ہر ہر بال کے عوض جنت میں بلند درجہ ملے گا۔

تخلیق جبریل

اللہ تعالیٰ نے یوم عاشورہ میں جبریل کی تخلیق فرمائی اور یوم عاشورہ ہی میں ملائکہ کی تخلیق فرمائی اور یوم عاشورہ ہی میں آدم کی تخلیق فرمائی اور یوم عاشورہ ہی میں ابراہیم کی تخلیق فرمائی اور اسی روز آپ کو آگ سے نجات ملی۔ اسی روز اسماعیل کا قدیمہ آیا۔ اور اسی روز فرعون غرق ہوا اور اسی روز ادریس کو اٹھایا اور اسی روز آدم کی لغزش کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی روز اللہ تعالیٰ نے عرش پر استوی کیا اور اسی روز قیامت قائم ہوگی۔

یہ سب موضوع ہیں اسے ابن جوزی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر کیا ہے۔ چونکہ اس مذہب میں حبیب بن حبیب جو فتنہ پرداز تھا۔ یہ حدیث کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر سال میں ایک دن کا روزہ فرض کیا وہ عاشورہ کا روزہ ہے اور وہ محرم کی دسویں ہے لہذا اس دن روزہ رکھو اور اپنی اولاد پر رزق کی فراخی کرو کیونکہ جس نے اپنی اولاد پر اپنے مال میں سے یوم عاشورہ کو فراخی کی تو اللہ تعالیٰ اس پر پورا سال فراخی کرے گا۔ روزہ رکھو کیونکہ یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش کی توبہ قبول کی۔ یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضرت اور یس علیہ السلام کو بندہ مقام پر فائز کیا گیا اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات دی۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کا نزول ہوا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بوقت ذبح فدیہ اُتارا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل خانہ سے نکالا اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام سے مصائب کو رفع فرمایا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نکالا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے دریا پھاڑا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب اگلے اور پچھلے گناہ سے معاف فرمائے گئے۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریا عبور کیا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر توبہ اُتادی۔ پس جو شخص اس دن کا روزہ رکھے گا چالیس سال کا

مغفار ہوگا۔ اور پہلا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوم عاشورہ کی تخلیق فرمائی اور یہ پہلا دن ہے کہ آسمان سے بارش اُتادی۔ پس جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا گویا تمام گناہ کا روزہ رکھا اور یہ انبیاء اور موسیٰ علیہ السلام کا روزہ ہے۔ اور جس نے عاشورہ کی رات کو شب بیداری کی گویا اُس نے سات آسمان دانوں کے برابر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ اور جس نے چار رکعت نماز ادا کی جس کی ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ہو اللہ احد پچاس بار پڑھی تو اللہ تعالیٰ اُس کے گزشتہ پچاس سال کے گناہ اور آئندہ پچاس سال کے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے ملازم اعلیٰ میں ایک ہزار نورانی منبر بنائے گا اور جس نے ایک گھونٹ پانی پلایا گویا کہ اس نے ایک آن بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ اور جس نے اہل بیت کے مسکینوں کا پیٹ عاشورہ کے دن بھر اتو وہ پلصراط پر چکستی بجلی کی طرح گزر جائے گا اور جس نے کوئی چیز خیرات کی تو گویا اُس نے کبھی بھی کسی سائل کو واپس نہیں لوٹایا اور جس نے عاشورہ کے دن غسل کیا تو سوائے مرض موت کے کبھی بیمار نہ ہوگا اور جس نے اس روز سرمہ لگایا اس کی آنکھیں پورا سال دکھنے نہ آئیں گی۔ اور جس نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو گویا اس نے تمام اولاد آدم کے مریمینوں کی عبادت کی۔ ان سب کو ابن جوزی نے موضوعات میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس سے بالکل واضح ہے کہ بعد والوں نے اسے وضع کر کے ان اسناد کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔ اتنی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جبریل کا شہادت کی خبر دینا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے خبر دی کہ حُجین فرات کے کنارے شہید کیے جائیں گے۔ ابن سعد نے اس کی روایت کی۔

شہادت گاہ کی مٹی لانا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرا بیٹا حسین میرے بعد طُف کے میدان میں شہید کیا جائے گا اور یہ مٹی میرے پاس لائے ہیں اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ یہ اُن کے مدفن کی جگہ ہے۔ ابن سعد اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

سرخ رنگ کی مٹی لانا

حضرت اُم الفضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”مَعْقَرِیْبِ میری اُمت میرے اس بیٹے طحین کو شہید کرے گی اور ان کے مدفن ہونے کی جگہ کی سُرخ رنگ کی مٹی میرے پاس لائی گئی۔“ ابو داؤد اور حاکم نے مستدرک میں اسے روایت کیا۔

جبریل کا مقتل گاہ کی مٹی لانا

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ:

”جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا فرات کی سرزمین میں شہید کیا جائے گا۔ میں نے جبریل سے کہا ان کے مقتل کی مٹی لا کر دکھاؤ۔ پس وہ وہاں کی مٹی لائے ہیں۔“ ابن سعد نے اسے روایت کیا۔

”میرے اس بیٹے سے مراد حسین ہے جو عراق کی سرزمین میں شہید کیا جائے گا جسے کربلا کہتے ہیں۔ پس جو کوئی اُس وقت زندہ ہو موجود ہو ان کی اساد کرے۔“

بنوئی، ابن السکن، ماوردی، ابن منذر اور ابن عساکر نے حضرت انس

قابل حسین پر غضب الہی

ابن حداث بن مہر سے اسے روایت کیا ہے۔ بغوی نے کہا کہ مجھے علم نہیں کہ اس کے سوا کسی اور نے روایت کیا ہو۔ اور ابن اسکن نے کہا کہ انس کی اس کے سوا اور کوئی روایت سوائے اس سند کے نہ تو کوئی ہے اور نہ ہی اس کا علم ہے۔ جبریل نے مجھے خبر دی کہ میرا فرزند حسین شہید کیا جائے گا اور یہ اس زمین کی مٹی ہے۔ خلیلی نے ارشاد میں اسے نقل کیا ہے اور حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جبریل ہمارے ساتھ گھر میں تھے انہوں نے کہا کہ آپ انہیں محبوب رکھتے ہیں؛ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یقیناً پھر جبریل نے عرض کیا۔ آپ کی اُمت اس سرزمین میں انہیں شہید کرے گی جسے کہہ سکتے ہیں۔ پھر جبریل نے وہاں کی مٹی مجھے لاکر دکھائی۔ طبرانی نے کہہ میں اسے بیان کیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جبریل نے مجھے خبر دی کہ میرا بیٹا شہید کیا جائے گا اور جان کا قاتل ہو گا اُن پر شدید غضب الہی ہو گا۔ ابن عساکر نے اسے روایت کیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جبریل نے اُس جگہ کی مٹی لاکر دکھائی جہاں امام حسین شہید ہوں گے۔ پس اللہ کا سخت غضب ہے اس شخص پر جو ان کا خون بہائے۔

محبوب خدا کو قتل حسین کا ملال ہونا

اسے عائشہ اقسام ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے انتہائی ملال ہے کہ میری اُمت میں کون ایسا ہو گا جو میرے بیٹے حسین کو قتل کرے گا۔ اسے ابن سعد نے روایت کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جبریل میرے پاس خبر لائے کہ میرے بیٹے کو میری اُمت قتل کرے گی۔ میں نے کہا کہ وہاں کی مٹی لاکر دکھاؤ تو انہوں نے سرخ رنگ کی مٹی لاکر دکھائی۔ طبرانی نے کہہ میں اسے روایت کیا۔

حضرت حسین کے بدلہ میں ستر ہزار اور ستر ہزار کا قتل ہونا

حضرت زینب بنت جحش سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے بدلے ستر ہزار قتل کرائے اور آپ کے بیٹے کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار قتل کراؤں گا۔ حاکم نے اسے مستدرک میں روایت کیا۔

مٹی کا سونگھنا اور آنکھوں سے آنسو بہنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میرے پاس پہلے سے جبریل کھڑے تھے مجھ سے کہا کہ فرات کے کنارے حسین شہید

کیے جائیں گے اور کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو آپ کو وہاں کی مٹی سونگھا دوں۔
میں نے کہا ہاں! تو جبریل نے اپنا ہاتھ لمبا کیا اور ایک مشت خاک لاکر مجھے
دے دی۔ یہ خاک دیکھ کر میری آنکھیں قابو سے باہر ہو گئیں اور آنسو بہنے
لگے۔ اس حدیث کو احمد، ابویعلیٰ، ابن سعد اور طبرانی نے کبیر میں۔ حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوامامہ اور انس اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔ اور
ابن عساکر نے ام سلمہ، ام الفضل بنت الحارث زوجہ حضرت عباس رضی اللہ
عنہم سے اور ابن سعد نے حضرت عائشہ سے اور ابویعلیٰ ازینب ام المؤمنین سے
روایت کرتے ہیں کہ گویا میں اس چنگبرے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میری اہلیت
کے خون میں منہ ڈال کر پی رہا ہے۔

حیرت زدہ خبر لانا

ابن عساکر نے حضرت حنین ابن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اے
عائشہ کس قدر حیرانی میں ڈالنے والی خبر ہے کہ ابھی ابھی میرے پاس وہ
فرشتہ آیا جو کبھی نہیں آیا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ میرا یہ بیٹا قتل کیا
جائے گا اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اُن کے قتل ہونے کی جگہ کی مٹی لاکر
دکھاؤں۔ پھر فرشتہ نے ہاتھ اٹھایا اور مرنج رنگ کی مٹی لاکر دکھائی۔
طبرانی نے کبیر میں اسے روایت کیا۔

قاتل حنین پر عذاب شدید ہوگا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یزید! اللہ تعالیٰ اس یزید

قاتل ملعون میں برکت ذکر ہے سنو! میرے پیارے محبوب بیٹے حسین کی
خبر شہادت کے ساتھ اُن کے قتل ہونے کی جگہ کی خاک میرے سامنے لائی
گئی۔ میں نے اُن کے قاتل کو دیکھا۔ سنو! جن لوگوں کے سامنے انھیں شہید
کیا جائے گا وہ ان کی مدد نہ کریں گے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ ان پر بھی عذاب
مسلط کرے گا۔ ابن عساکر نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حضرت حنین بھری ستھ کے شروع میں شہید کیے جائیں گے۔ اے
طبرانی نے کبیر میں اور خطیب و ابن عساکر نے حضرت ام سلمہ سے روایت
کیا اور اس میں سعد بن طریف نے روایت کیا جو متروک ہے اور ابن جہان نے
کہا کہ یہ شخص احادیث گھڑا کرتا تھا اور ابن جوزی نے اسے موضوعات میں مرقوم
کیا۔

سن کہولت کی آمد

حضرت حنین اُس وقت شہید کیے جائیں گے جبکہ اُن پر سن کہولت آنے
والا ہوگا۔ اسے طبرانی نے کبیر میں بیان کیا۔ اس میں بھی سعد بن طریف نے
روایت کیا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقتل حنین سے آنا

جامع الاصول میں ترمذی کی حدیث سلمیٰ سے مروی ہے جو ایک انفاری
عورت تھی اُس نے کہا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی

تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے کہا کیوں روتی ہو؟ کہا میں نے ابھی ابھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ کے سر اور داڑھی کے بال گرد آلود تھے اور آپ بھی رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا حال ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں ابھی ابھی حسین کی قتل گاہ سے آ رہا ہوں اور اس میں بخاری و ترمذی کی حدیث بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے۔

امام عالی مقام کا سر مبارک عبید اللہ بن زیاد کے پاس لایا جاتا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا اور ایک طشت میں رکھا گیا اور اُس نے سر مبارک کو چھڑی سے چھیڑا اور اُس کے حن کے بارے میں کچھ کہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا قسم بخدا یہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتقدیم کے ساتھ بالکل مشابہ تھے اور اُس وقت دسمہ کا خضاب لگا ہوا تھا۔

ابن زیاد کا امام حسین علیہ السلام کے حُسن کی تعریف کرنا

مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا تو وہ چھڑی سے آپ کی ناک میں چھیڑنے لگا اور کہتا تھا کہ میں نے ایسا حسین و جمیل کبھی دیکھا

میں نے کہا، سنو! بلا شک و شبہ یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ پہلی روایت کو بخاری نے اور دوسری روایت کو ترمذی نے تخریج کیا۔ اور اس میں عمارہ بن عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اُس کے ساتھیوں کا سر کاٹ کر لایا گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے معین کی طرف جاؤں، تو میں پہنچ گیا۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ وہ آیا ابوہ! اچانک ایک اڑدھاروں کے ماہین گھس گیا اور عبید اللہ بن زیاد کے مقتول میں گھس گیا کچھ دیر ٹھہرا ہوا پھر نکل کر چلا گیا حتیٰ کہ وہ غائب ہو گیا۔ پھر لوگ کہنے لگے وہ آیا وہ آیا! اس اڑدھارے تین دفعہ ایسا کیا۔ اسے ترمذی اور علامہ سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں نقل کیا اور بیہقی نے دلائل میں نقل کیا۔

ایک بوتل میں خون

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا علیہ النبیۃ والثناء کو دوپہر کے وقت دیکھا کہ پر اگندہ غبار آلود ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل ہے جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا ہے، فرمایا یہ حسین اور اُن کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں اسے فلاں دن سے جمع کر رہا ہوں۔ جب میں نے شمار کیا تو وہی دن تھا جس دن وہ شہید کیے گئے تھے۔

جنات کی آہ و زاری

ابو نعیم نے دلائل میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا،

وہ کہتی ہیں کہ میں نے سنا کہ جنات حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر روتے اور نوحہ کرتے تھے۔

جنات کا اشعار میں نوحہ خوانی کرنا

ثعلب نے امالی میں ابو حباب کلبی سے نقل کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں کہلا میں آیا۔ میں نے دریافت کیا یہاں کے کون لوگ شریف ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ تم لوگ جنات کا نوحہ سنا کرتے ہو؟ اُس نے کہا تم یہاں جس سے بھی ملو گے وہ تمہیں یہی بتائے گا کہ میں نے ایسا سنا ہے تو میں نے کہا بتاؤ تم نے کیا سنا ہے؟ اس نے کہا میں نے جنات کو یہ اشعار کہتے ہوئے سنا ہے:

نبی کریم نے ان کی پیشانی پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا
تو اُن کے رخساروں سے روشنی چمکتی ہے
ان کے والدین قریش کے بہت بڑے بزرگ تھے
اور ان کے نانا جان سب سے بہتر تھے

یزید کا رخنہ ڈالنا

ابو یعلیٰ نے سند ضعیف کے ساتھ ابو عبیدہ سے روایت کیا کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمیشہ میری اُمت کا معاملہ حق و انصاف پر قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا ایک آدمی بنی اُمیہ میں سے ہوگا

جسے یزید کہا جائے گا وہ رخنہ ڈالے گا۔

سنت کو بدلنے والا شخص

رویانی نے اپنی مسند میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے سنا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں پہلا وہ شخص جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنی اُمیہ میں سے ایک شخص ہوگا جس کا نام یزید ہوگا۔

بیس کوڑوں کی سزا

زافل بن ابوالفرات نے کہا کہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ایک شخص نے یزید کا ذکر کیا۔ اُس نے کہا امیر المؤمنین یزید بن معاویہ اُنہوں نے فرمایا تو اُسے "امیر المؤمنین" کہتا ہے۔ پھر حکم دیا کہ اسے بیس کوڑوں کی سزا دی جائے۔ انتہی۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

معلوم ہونا چاہیے کہ جب سال ۱۱۷ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر چڑھائی کی تو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے حق میں خلافت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ تب سے اس سال کا نام عام ابجاء پڑ گیا کیونکہ اس سال میں ایک خلیفہ پر اُمت نے اجماع کیا۔ اور اسی سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مروان بن حکم کو مدینہ منورہ کا گورنر بنایا۔ اور ۱۱۸ھ میں "رے" کو فتح کیا اور اس کے علاوہ سبستان کے کچھ شہروں کو اور سوڈان کے ارد گرد کے علاقہ کو بھی فتح کیا اور اسی سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمیہ کے بیٹے زیاد کو نائب بنایا۔ یہ پہلا تقبیہ ہے کہ اسلام میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی تبدیلی

عمل میں آئی۔ اسے تبلیغ وغیرہ نے بھی روایت کیا۔

یزید کی خلافت کے لیے عہد لیا جانا

۱۱۷ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل شام کو اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کی ولی عہدی کی بیعت کے لیے بلایا تو سب نے یزید کی بیعت کر لی۔ یہ سب سے پہلا عمل ہے جو اپنے بیٹے کی خلافت کے لیے عہد لیا گیا اور یہ کہ اپنی صحت کی حالت میں اپنا ولی عہد بنایا۔ پھر یہ کہ مروان کو مدینہ میں خط بھیجا کہ وہاں اس پر بیعت لے۔ چنانچہ مروان نے خطبہ دیا کہ امیر المؤمنین کا ارادہ ہے کہ تم پر اپنے بیٹے یزید کو سنت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے طریقہ پر خلیفہ بنایا جائے اس وقت حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کھڑے ہو کر فرمایا، نہیں! قیصر و کسریٰ کی سنت پر! کیونکہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نہ تو اپنی اولاد کو خلیفہ بنایا اور نہ ہی کسی گھروالے کو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیعت کے لیے بلوایا جانا

۱۱۷ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کیا اور اپنے بیٹے کے لیے بیعت چاہی۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا۔ وہ تشریف لائے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا اے ابن عمر! تم مجھ سے کہا کرتے تھے کہ کیا یہ بات تمہیں پسند نہیں کہ میں بات کو ہی سو جاؤں اور تمہارے اوپر اُس وقت کوئی امیر نہ ہو۔ اب میں تمہیں

بتانا چاہتا ہوں کہ تم مسلمانوں کی لاشی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو یا ان میں فساد برپا کر دو۔ یہ سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی۔ پھر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم سے پہلے بھی خلفاء گزرے ہیں اور ان کے بیٹے بھی تھے اور باقی اولاد بھی تھی اور تمہارا بیٹا اُن کے بیٹوں سے زیادہ بہتر بھی نہیں ہے لیکن اُنہوں نے پھر بھی اپنی اولاد کے لیے یہ تجویز کیا جو تم اپنی اولاد کے لیے تجویز کر رہے ہو۔ لیکن اُن خلفاء نے مسلمانوں کو اختیار دیا کہ وہ جسے بہتر سمجھیں خلیفہ مقرر کر لیں اور تم مجھے اس سے خائف کرتے ہو کہ میں مسلمانوں کی لاشی کو ٹکڑے نہ کروں حالانکہ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا میں تو مسلمانوں میں سے ایک فرد ہوں جب تمام مسلمان کسی ایک بات پر جمع ہو جائیں گے تو میں بھی ہر طرح سے اُن کے ساتھ ہوں گا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا تم پر رحمت کرے ازاں بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما واپس آ گئے۔ پھر حضرت ابن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو بلوایا۔ وہ آئے تو اُن سے گفتگو شروع کی۔ اُنہوں نے دوران گفتگو کہا بیشک تم نے خدا کی قسم یہ چاہا ہے کہ ہم نے تمہیں تمہارے بیٹے کے معاملہ میں اللہ کی طرف سے وکیل بنا دیا ہے ہر قسم بھدا ایسا نہ کیجئے۔ قسم بخدا ہم اس معاملہ کو مسلمانوں کے سامنے مجلس مشاورت میں صاف کریں گے ہم نے تمہاری نیت کو بجا نہیں پایا ہے پھر وہ لڑ جھگڑ کر چلے گئے۔ ازاں بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، الہی! مجھے اس شر سے جس طرح تو چاہے بچا۔ پھر کہا اے شخص ٹھہر جا۔ اہل شام کے ہاں نہ جانا کیونکہ مجھے یہ خوف ہے کہ وہ میرے لیے تم پر سبقت نہ کر جائیں۔ حتیٰ کہ میں سب

کو یہ خبر سناؤں کہ تم نے بیعت کر لی ہے اس کے بعد جو دل میں وہی کرتا۔

حضرت ابن زبیر کو بلوایا جانا

ازاں بعد حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلوایا اور ان سے کہا اے ابن زبیر! تم چالاک و مڑی ہو کہ جب کبھی بھی ایک بل سے نکلنے ہو تو جھٹ دو سرے بل میں داخل ہو جاتے ہو۔ یقیناً تم ان دونوں شخصوں سے ملے ہو اور ان کے نقصانوں میں بھونک ماری ہے اور ان دونوں کو ان کی رائے کے خلاف بھکا دیا ہے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا اگر تم امیر ہو تو امداد سے علیحدہ ہو جاؤ اور پھر اپنے بیٹے کو لاؤ۔ پھر ہم اس سے بیعت کریں گے۔ تم غور نہیں کرتے جب ہم نے تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے کی بھی بیعت کر لی تو ہم کس کس کا حکم مانیں گے۔ تم دونوں کی بیعت ایک جگہ کبھی جمع نہیں ہو سکتی ازاں بعد وہ بھی چلے گئے۔

حضرت امیر معاویہ کا منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھنا

ازاں بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر چڑھے۔ حمد باری تعالیٰ کے بعد کہا میں نے لوگوں کو شرمناک باتیں کرتے پایا ہے۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر اور ابن ابوبکر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم نے بیزیر کی بیعت نہیں کی۔ حالانکہ ان سب نے سننا اور ماننا اور اس کی بیعت کی ہے۔ اس پر شایموں نے کہا کہ ہم اُس وقت ہرگز نہیں مانیں گے جب تک کہ وہ سب

کے سامنے آکر بیعت نہ کریں ورنہ ہم انہیں ہلاک کر دیں گے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، سبحان اللہ! لوگ قریش کے ساتھ کتنی جلدی بڑائی پر آمادہ ہیں۔ آج کے دن کے بعد کبھی تم سے میں ایسی باتیں نہ سنوں۔ پھر بیچے اُتر آئے اور اس کے بعد لوگ چرچا کرنے لگے کہ حضرت ابن عمر، حضرت ابن ابوبکر، حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیعت کر لی ہے حالانکہ یہ شخص کہتے رہے کہ قسم بخدا ہم نے بیعت نہیں کی ہے پھر لوگ کہتے ہاں نہیں کی۔ ازاں بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو واپس لوٹ آئے۔

فساد برپا کرنے والے افراد

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ دو آدمیوں نے لوگوں کے درمیان فساد برپا کیا۔ ان میں ایک نو عمرو بن العاص میں کہ نیزوں پر قرآن اُٹھانے کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا، سو اُٹھائے گئے اور ابن الغزالی نے کہا کہ پھر خار جیوں کو حکم دیا کہ یہ حکیم قیامت تک باقی رہے گی۔

دوسرے مغیرہ بن شعبہ ہیں، کیونکہ یہ کوفہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گورنر تھے۔ انہوں نے انہیں خط لکھا کہ جب تم اسے پڑھو تو جلد از جلد عزوجل کو کر چلے آؤ لیکن مغیرہ نے دیر کر دی، جب وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے دیر کرنے کی وجہ پوچھی۔ مغیرہ نے کہا ایک معاملہ پیش آگیا تھا اُسے نبٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔ پوچھا وہ کون سا معاملہ تھا، کہا تمہارے بعد یزید کی بیعت! پوچھا کیا تم نے اس کو پورا کر لیا ہے؟ کہا

ہاں! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم اپنی جگہ پر بحال ہو کر چلے جاؤ۔ وہاں سے جب مغیرہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے تو پوچھا کیا معاملہ پیش آیا؟ کہا کہ میں نے معاویہ کے ہاؤں چڑھنے کی رکاب میں ایسے دکھ دیئے ہیں کہ قیامت تک اُسی میں رہیں گے۔

یزید کے لیے موت کی آرزو کرنا

علامہ ابن سیرین نے کہا کہ عمرو بن عزام قاصد بن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اُمت محمدیہ کے حق میں خدا سے ڈریئے ان پر کسے خلیفہ مقرر کر رہے ہو۔ جواب میں کہا میں نے تمہاری نصیحت سنی اور تو نے کہا میری یہ رائے ہے حالانکہ میرے بیٹے اور اُن کے بیٹوں کے سوا کوئی باقی نہیں ہے اور میرا بیٹا زیادہ حق دار ہے۔

عطیہ بن قیس نے کہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ میں کہا اے اللہ العالمین اگر میں یزید کو اس کی قابلیت دیکھ کر ولی عہد کیا ہے تو اس کو تو اس پر پہنچا جو میری آرزو ہے اور تو اس کی مدد فرما۔ اگر میں نے باپ کی محبت میں جو باپ کو اولاد کے ساتھ ہوتی ہے ایسا کیا ہے اور وہ اس قابل نہیں تو اُسے ولی عہد بننے سے پہلے ہی موت دے دے۔

شامیوں کا یزید کی بیعت کرنا

یزید بد بخت شقی و سرکش ۳۵ یا ۳۶ میں تولد ہوا اور اس کے

باب نے اسے ولی عہد بنایا حالانکہ لوگ اسے پسند نہیں کرتے تھے جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا اور یہ واقعہ رجب ستمہ ہجری کا ہے تو شامیوں نے یزید کی بیعت کر لی۔ پھر اہل مدینہ کی طرف قاصد بھیجا کہ وہ اس کی بیعت لے تب حضرت امام حسین اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا اور راتوں رات جانب مکہ معظمہ چلے گئے لیکن حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ تو اس کی بیعت کی اور نہ ہی اپنی طرف کسی کو بلایا۔

عراق کی جانب روانگی کا قصد کرنا

لیکن حضرت ابن حسین رضی اللہ عنہ کو کوفیوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہی خطوط لکھے تھے اور خروج کی طرف بلارہے تھے مگر آپ انکار کرتے رہے۔ پھر جب یزید کی بیعت لی گئی تو یہ اُس وقت تردد لاحق ہو گیا کبھی ارادہ اقامت فرماتے اور کبھی ان کی جانب تشریف لے جانے کا عزم کرتے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روانگی کا مشورہ دیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ایسا ارادہ نہ کرنا چاہیے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا آپ نہ جاییں کیونکہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت دونوں کا فتنہ بنایا تھا لیکن آپ نے آخرت کو پسند فرمایا چونکہ آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہیں اس لیے آپ کو بھی دنیا نہیں ملے گی۔ ازاں

وہ گلے مل کر روئے اور رخصت کر دیا۔

ازاں بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ روانگی کے بارے میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم پر غالب آ گئے۔ قسم ہے مجھے اپنی عمر کی بیشک انہوں نے اپنے باپ اور اپنے بھائی سے عبرت دیکھی ہے اسی قسم کی گفتگو حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابوسعید خدری اور ابو واقد لیثی وغیرہ نے کی مگر آپ نے کسی کی بات نہ مانی اور عراق کی جانب روانہ ہونے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم بخدا میں ایسا خیال کرتا ہوں کہ شاید آپ اپنے بیٹوں، عورتوں اور بیٹیوں کے مابین شہید کر دیئے جائیں گے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے تھے مگر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول نہ فرمایا۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رونے لگے اور کہا کہ آپ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی تمنا پوری کر دی۔ اور جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا اب تو تمہاری خواہش پوری ہو گئی۔ یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لیے جا رہے ہیں اور حجاز تمہارے لیے چھوٹے جاتے ہیں اور یہ شہر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے :

اے طاثر قبرہ کشادہ سبزہ زار تیرے لیے کیا ہے
تیرے لیے تمام میدان خالی ہے پس ثواب اللہ سے بچے دے
اور اب جہاں چاہے تو دانہ پانی حاصل کر
آج تیرا شکاری بیمار ہے تجھے مبارک ہو

اہل عراق کا حضرت حسین کی خدمت میں خطوط روانہ کرنا

اہل عراق نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بہت سے قاصد اور خطوط بھیجے جس میں وہ آپ کو اپنی طرف بلاتے تھے۔ پھر آپ نے دس ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ سے اہلبیت کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں مرد و عورتیں اور بچے بھی تھے عراق کی طرف کوچ فرمایا اُس وقت یزید نے گورنر کوفہ عبید اللہ بن زیاد کو خط لکھا کہ وہ آپ سے جنگ کرے۔ پس اُس نے چار ہزار کا لشکر بھیجا۔ ان پر عمرو بن سعد بن وقاص کو سردار بنایا۔ کوفہ والوں نے اپنی عادت کے مطابق آپ کو دھوکا دیا جیسا کہ آپ کے باپ کو دیا تھا اور آپ کی مدد نہ کی۔ جب آپ کو دشمن نے گھیر لیا تو آپ نے اُن پر اطاعت و رجوع اور یزید کے پاس جانا سامنے رکھا۔ تاکہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھیں تو ان لشکریوں نے انکار کر دیا مگر یہ کہ وہ آپ کو شہید کر دیں۔ پس آپ شہید کر دیئے گئے اور آپ کا سر مبارک طشت میں رکھ کر ابن زیاد کے سامنے لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو آپ کے قاتل اور اس کے ساتھ ابن زیاد اور یزید پر بھی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو بلا میں واقع ہوئی۔ آپ کی شہادت کا قصہ بہت طویل ہے۔ دل اس کے ذکر کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

یوم عاشورہ کا مصائب زدہ منظر

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل بیت میں سے سولہ مرد شہید ہوئے

اور جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو سات روز دنیا نے داویلا کیا اور سورج کی روشنی دیواروں پر ایسی تھی جیسے گم کی رنگی ہوئی سُرخ چادر اور ستارے آپس میں ٹکراتے تھے۔ اور آپ کی شہادت دس محرم الحرام کو ہوئی۔ اُس دن سورج کو گھن لگا۔ آپ کی شہادت کے چھ ماہ بعد تک آسمان کے کنارے سُرخ ہے اس دن سے ہمیشہ یُسُرخ دکھائی دیتی ہے اس سے پہلے وہ نظر نہ آتی تھی۔ روایت ہے کہ اُس روز بیت المقدس کا جو پتھر بھی اُٹا جاتا تو اُس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا۔ ان کے شکریوں کے تمام کپڑے جل کر راکھ ہو گئے۔ اُنھوں نے اپنے لشکر میں اُونٹ وُج کیا تو اُس کے گوشت میں آگ نظر آئی اور جب اُسے پکایا تو وہ گوشت جل کر کڑوا ہو گیا۔ ایک آدمی نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک چمکتا ہوا ستارہ مارا تو وہ اُسے اندھا کر گیا۔ ثعلبی کہتے ہیں کہ عبدالملک بن عمرو لیشی سے رادیوں نے کئی طرح روایت کی ہے۔

دار الامارۃ کی طرف اشارہ کرنا

کہا کہ میں نے اس محل کی جانب اشارہ کیا کوفہ کی دار الامارۃ کہ جس میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے سر مبارک کو ایک تھال میں عبید اللہ بن زیاد کے سامنے رکھا دیکھا۔ پھر عبید اللہ بن زیاد کا سر مختار بن عبید کے سامنے دیکھا پھر مختار کا سر مصعب بن زبیر کے سامنے دیکھا۔ پھر مصعب کا سر عبدالملک کے سامنے دیکھا۔ پھر عبدالملک سے میں نے یہ بات کہی تو اُس نے بدشگونی

لی اور اس دارالامارۃ کو چھوڑ دیا۔

سیر اقدس یزید کے پاس آنا

جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے خاندان کے افراد شہید ہو گئے تو ابن زیاد نے اُن سروں کو یزید کے پاس بھیج دیا تو وہ پہلے تو اُس سے خوش ہوا لیکن جب مسلمان اس کے اس فعل سے ملامت کرنے لگے اور اسے بُرا جاننے لگے تو پھر وہ شرمندہ ہوا۔ مسلمانوں کو اس کا مبغوض جاننا حق بجانب تھا۔

جنگِ حرہ کیا ہے؟

سلسلہ ہجری میں یزید کو خبر ملی کہ اہل مدینہ نے اس پر خروج کیا ہے اور اس کی بیعت توڑ دی ہے تو ایک بہت بڑا لشکر بھیجا اور ان سے قتال کرنے کا حکم دیا۔ ازاں بعد مکہ معظمہ پر چڑھائی کا حکم دیا کہ وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کریں۔ پس وہ لشکر آیا اور بابِ طیبہ پر عہدہ واقع ہوا۔ تم جانو کہ جنگِ حرہ کیا ہے۔ یہ وہ واقعہ ہے جسے ذکر کی دل میں گنجائش نہیں اور نہ ہی کان اس کے سننے کی طاقت رکھتے ہیں۔ صرف ایک مرتبہ حضرت حن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ پس فرمایا کہ قسم بخدا ان میں سے کوئی بھی دیکھا اس میں صحابہ وغیرہ کی ایک جماعت شہید ہوئی اور مدینہ لٹ گیا اور کئی ہزار کنواری لڑکیوں سے زنا کیا گیا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

اللہ اور فرشتوں کی لعنت کس پر

حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جس نے اہل مدینہ کو ہراساں کیا اللہ تعالیٰ اُس پر خوف ڈال دے گا اور اس پر اللہ اور اس کے ملائکہ کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اسے مسلم نے روایت کیا۔

غیل ملائکہ کا فرمان

مدینہ کے رہنے والوں نے جو بیعت کو فسخ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یزید کے گناہ بے شمار ہو گئے تھے۔ واقعی نے اسے کئی طرح سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن حنظلہ غیل ملائکہ نے کہا کہ قسم بخدا ہم یزید پر خروج نہ کرتے یہاں تک کہ ہم حراساں تھے کہ کہیں ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش نہ ہو کیونکہ بعض لوگ تو اہمات اولاد اور بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرنے لگے تھے اور شراب نوشی کرتے اور نمازیں چھوڑ دیتے تھے۔

ذہبی نے کہا کہ مدینہ والوں پر یزید نے جو کرنا تھا کیا باوجودیکہ شراب نوشی اور منکرات پر عمل کرتا تھا۔ تب اس نے لوگوں پر سختی کی اور بہت سے لوگوں نے اس پر خروج کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں برکت نہ دے۔

سردارِ لشکر کی ہلاکت

ازال بعد یہ لشکر حرہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑائی کرنے

کے لیے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوا تو شکر کا امیر ہلاک ہو گیا تو دوسرا امیر اس کی جگہ بنا دیا گیا۔ اس نے مکہ میں گھس کر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا اور لڑائی شروع کر کے سنبلیق کے ذریعہ پیچھے پھینک کر ہلاک کر دیا۔

غلاف کعبہ کا جل جانا

یہ واقعہ ۱۱۵۷ھ کا صفر کے مہینہ کا ہے اور ان کی آگ کے شعلوں سے خانہ کعبہ کے غلاف اور اس کی پتیلیں جل گئیں اور اس میں پڑھے کے دونوں سیٹنگ جو خانہ کعبہ کی چھت میں آویزاں تھے جل گئے اور اللہ تعالیٰ نے اسی سن کے نصف ربیع الاول میں یزید کو ہلاک کیا اور اس کی ہلاکت کی اطلاع مل گئی۔



فہرست مضامین ماہ صفر

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|-----------------------------|------|--|
| ۶۳ | صفر کے بارے میں آراء | ۵۵ | بیماری، نحوست اور شیطان سے نجات یافتہ مہینہ۔ |
| ۶۴ | دیگر الفاظ کی تحقیق | ۵۴ | زندگی، رزق اور مصائب کا کھانا جانا |
| ۶۶ | شریعت کے خلاف عمل | ۵۸ | جنت کی تہذیب و تمدن |
| ۶۷ | الہام کی توضیح | ۵۹ | مندرست آؤٹ جہاں سے چاہے گزرے۔ |
| ۶۷ | الہام کی توضیح | ۶۰ | کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا۔ |
| ۶۸ | الغول کی توضیح | ۶۱ | پیٹ کا سانپ |
| ۶۹ | غول کی حقیقت | ۶۱ | لفظ صفر کی حکمت عجیبہ |
| ۷۰ | غول کے پنجے سے رہائی مانگنا | ۶۲ | صفر کے معنی و مفہوم |
| ۷۱ | صورتیں بدلنا | ۶۲ | صفر ایک درد ہے |
| ۷۱ | القول کی حقیقت | ۶۳ | ایک سال حلال اور ایک سال حرام کرنا۔ |
| ۷۲ | نور کے معانی | | |
| ۷۲ | نماز، استسقاء کا ارادہ کرنا | | |
| ۷۲ | چاند کا منازل طے کرنا | | |
| ۷۳ | صحیح بخاری میں نور کی تعریف | | |

| صفحہ | مضامین | صفحہ |
|------|----------------------------------|------|
| ۷۴ | علامہ ابن عربی اور نووی کا تصور | ۸۴ |
| ۷۴ | علامہ طیبی اور قاضی عیاض کے تصور | ۸۵ |
| ۷۵ | طیرہ اور عدوی میں امتیاز | ۸۵ |
| | باب اول | |
| ۷۵ | طیرہ کے بیان میں | ۸۶ |
| ۷۶ | فال اور طیرہ میں امتیاز | ۸۶ |
| ۷۶ | کرامانی کا تصور | ۸۸ |
| ۷۷ | امام نووی کا تصور | ۸۸ |
| ۷۷ | تفاوت کیا ہے؟ | ۸۸ |
| ۷۸ | جامع الاسول کی احادیث کا تذکرہ | ۸۹ |
| ۷۸ | تین صفات | ۹۰ |
| ۷۹ | کفارہ کی آداب | ۹۱ |
| ۸۰ | دل میں کشمکش ہونا | ۹۱ |
| ۸۱ | ام المؤمنین کی ناراضگی | ۹۲ |
| ۸۱ | مکان کے فروخت کا حکم | ۹۲ |
| ۸۱ | باب دوم: عدوی کے بیان میں | ۹۶ |
| ۸۲ | کوڑھی کی بیعت کی مقبولیت | ۱۰۱ |
| ۸۲ | اذن الہی سے سب کچھ ہوتا ہے | ۱۰۳ |
| | طیرہ کا تذکرہ | |
| | طیرہ شرک ہے | |
| | توکل کی برکت | |
| | فال کیا چیز ہے؟ | |
| | نخست کہاں ہو سکتی ہے؟ | |

بیماری، نخوست اور شیطان سے نجات یافتہ مہینہ

بیماری، نخوست اور شیطان سے نجات یافتہ مہینہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

”ماہِ صفر میں نہ کسی قسم کی بیماری ہے اور نہ ہی نخوست ہے اور نہ ہی شیطان اور بھوت کا حملہ ہے۔“

مسلم نے اس کی تخریج کی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

”ماہِ صفر میں نہ تو بیماری کا لگنا ہے اور نہ ہی نخوست اور نہ ہی بھوت و شیطان کا خطرہ ہے۔“

مسلم نے اسے تخریج کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا:

”نہ بیماری کا لگنا ہے نہ نحوست اور نہ شیطان کا چنگل“

ایک بدوی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ! اُس اُونٹ میں کیا ہے جو تیز دوڑتا اور پھٹتا ہے گویا کہ وہ ہرن ہے جسے خارش ہے پھر وہ اُونٹوں میں داخل ہو جاتا ہے اور سب کو خارش ہو جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ سب سے قبل اُونٹ کو خارش زدہ کس نے کیا۔ بخاری و مسلم، ابوہریرہ نے اسے تخریج کیا۔

اور بخاری میں بھی مروی ہے کہ:

”ماہِ صفر میں نہ بیماری کا لگنا ہے اور نہ ہی بدشگونی اور نہ

ہی شیطانی چنگل اور نہ ہی کسی قسم کی بدفالی ہے“

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ:

”نہ ہی شیطانی چنگل اور نہ ہی ستاروں کی رفتار اور نہ ہی

بدفالی ہے“

اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ:

”اور نہ ہی بھوتوں کی فعل اندازی ہے“

ابن عثیمہ سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

”ماہِ صفر میں نہ بیماری لگتی ہے اور نہ ہی شیطانی وارچلتا ہے

اور نہ ہی بدفالی ہے“

بیمار اُونٹ تندرست اُونٹوں میں نہ اُترے اور تندرست اُونٹ جہاں چاہے

پھرے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا سبب کیا ہے؟ فرمایا کہ:

”وہ تکلیف دیتا ہے“

حضرت امام مالک نے مطا میں اسے تخریج کیا۔

جامع کبیر میں یہ احادیث ہیں کہ:

”ماہِ صفر میں نہ ہی بیماری لگتی ہے اور نہ ہی بدشگونی،

نہ ہی نحوست اور نہ ہی بدفالی اور یہ کہ جذامی سے اس طرح

بھاگنا چاہیے جیسے شیر سے بھاگا جاتا ہے“

حضرت امام احمد نے اپنی مُسند میں اور بخاری نے اپنی مُصحح میں اسے بیان کیا۔

زندگی، رزق اور مصائب کا لکھا جاتا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

”کسی کو کسی سے بیماری نہیں لگتی، پس پہلے بیمار کو کس نے

خارش لگائی۔ پس صفر میں کوئی بیماری نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

ہر ایک جان کی تخلیق فرمائی ہے تو اس نے اُس کی زندگی

رزق اور مصائب کو مرقوم کر دیا ہے“

حضرت امام احمد نے اپنی مُسند اور ترمذی نے جامع میں اسے بیان کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

”ماہِ صفر میں نہ کسی قسم کی بیماری ہے نہ بدفالی ہے اور نہ ہی نحوست

ہے اور نہ ہی بدفالی ہے اور نہ بھوت کے اثرات ہیں۔
اسے امام احمد و مسلم نے بیان کیا ہے۔

جنت کی بونہ سوگھنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:
”ماہ صفر میں نہ کوئی بیماری لگتی ہے اور نہ ہی بدفالی ہے اور نہ ہی نحوست ہے۔“

امام احمد و ترمذی اور ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
اور امام احمد و مسلم نے سائب بن یزید سے بیان کیا کہ:
”ماہ صفر میں نہ نحوست ہے اور نہ بیماری تندرست
کو لگے۔“

اسے قاضی محمد عبد الباقی انصاری نے اپنی حدیث کے جزو میں اپنے بزرگوں
سے بیان کیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:
”نہ ہی صفر میں نحوست ہے نہ ہی کسی قسم کی بیماری لگتی ہے
اور نہ دو مہینے ساٹھ دن کے ہوں اور جس نے اللہ کے
ذمہ سے بد بھدی کی تو وہ جنت کی بونہ سوگھنے لگا۔“

طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابن عساکر نے عبد الرحمن بن ابی عمیر مرزنی سے اسے
بیان کیا۔

طبرانی نے اسے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بھی ان الفاظ میں بیان
کیا کہ:

”ماہ صفر میں نہ ہی نحوست ہے اور نہ دو مہینے تیس دن
کے ہوں، جس نے اللہ کے ذمہ سے بد بھدی کی سو وہ
جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک جان
کو پیدا کیا تو اس نے اُس کی زندگی، اُس کی موت،
اُس کی مصیبت اور اس کا رزق مرقوم کر دیا ہے۔“

تندرست اونٹ جہاں سے چاہے گزرے

احمد و خطیب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی
ہے کہ:

”ماہ صفر میں بیماری نہیں لگے گی اور نہ ہی بد بھدی ہوگی
اور نہ ہی نحوست ہے پس پہلے کو کس سے بیماری لگے گی؟“

اسے احمد و ابن ماجہ اور طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا کہ:

”ماہ صفر میں نہ کسی کو بیماری لگتی ہے اور نہ ہی کوئی
شخص نحوست میں مبتلا ہوتا ہے۔ بیمار اونٹ تندرست
افٹول میں نہ گھسے اور تندرست اونٹ جہاں سے چاہے
گزرے۔“

عرض کیا گیا یہ کیوں؟ فرمایا اس لیے کہ یہ ایذا دیتا ہے۔ اسے یہی حق نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ:

”ماہ صفر میں نہ بیماری گنتی ہے اور نہ ہی نحوست ہے۔“
اسے ابن جریر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا

ثعلبہ بن یزید حمانی سے روایت ہے، کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”ماہ صفر میں نحوست نہیں ہے اور نہ ہی تندرست کو بیمار کی بیماری گنتی ہے۔“

میں نے عرض کیا کہ آپ نے یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے؟ فرمایا:

”ہاں میں نے اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔“

اسے ابن جریر نے بیان کر کے صحیح کہا ہے۔

جب ہم احادیث کو بیان کر چکے تو ہم (اصفاً) جو فرمایا گیا ہے۔ اس کا مفہوم و مطلب بیان کرتے ہیں۔ تو ہم اسے مرقوم کرتے ہیں کہ:

”ابن اثیر نے نہایت میں رقم کیا کہ صفر اہل عرب کے نزدیک پیٹ کے اندر سناپ ہوتا ہے جو انسان کو بھوک میں کاٹتا

ستانا ہے اور یہی مرض متعدی بن جاتا ہے۔ پس اسلام نے اسے باطل قرار دیا۔“

پیٹ کا سانپ

کرمانی شرح بخاری میں ہے کہ صفر ایک پیٹ کا سانپ ہے اور سمجھتے تھے کہ خارش سے زیادہ متعدی ہے۔

طیبی شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ اہل عرب گمان کرتے تھے کہ وہ سانپ بھوک کے وقت کاٹتا ہے اور بھوک کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے، وہ اس کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔

لفظ صفر کی حکمت عجیبہ

اور بعض یہ کہا کرتے تھے کہ یہ ایسا مہینہ ہے کہ ان کے گمان میں اس میں مصیبتیں اور آفتیں بہت ہوتی ہیں تو شریعت نے ان کی نفی کر دی اور نہایت میں ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد نسی ہے وہ یہ کہ محرم کو صفر تک موخر کرنا اور صفر کو وہی ماہ محرم ٹھہرا دینا ہے۔ اور امام نووی کی شرح مسلم میں ہے کہ صفر پیٹ میں ایک کیر پڑے کو کہتے ہیں اور وہ کدو دانے کی طرح بھوک کے وقت پھدکتے ہیں اور بسا اوقات مار بھی ڈالتے ہیں۔ دقابت دال مہلہ اور با کے موعده کے ساتھ بھور کے نزدیک ہے اور ذوات کی روایت بھی ہے یعنی ذال مجرہ اورتائے فوقانیہ دونوں نقطوں

سے بھی اس کی تاویل ہو سکتی ہے اور نہایہ میں ہے کہ اول زردی اللہ کی راہ میں شرح
اوتوں سے بہتر ہے یعنی بھوکا رہنا۔ اور صفر اس کیڑے کو بھی کہتے ہیں جو جگر
میں پسلیوں کی ہڈیوں کے سرے میں پیدا ہوتا ہے تو اُس سے آدمی بہت
زیادہ درد ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی وہ اُسے ہلاک بھی کر دیتا ہے۔

قاضی عیاض کے نزدیک لا صفر کے معنی و مفہوم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب مشارق انوار میں ہے کہ لا صفر
سے مراد وہ مشہور و معروف مہینہ ہے کہ اہل جاہل جس کے طور طریقہ کو نئی میں
بدلتے اور ماہ محرم کو اس سے منکر کر کے صفر کو حرام ٹھہراتے تھے، یہ
حضرت امام مالک وغیرہ کا قول ہے۔ اور ایک قول کی بناء پر لا صفر کے
یہ معنی مراد ہیں کہ وہ پیٹ میں کیڑا ہوتا ہے جو سانپ کی طرح ہے اور جب
بھوکا ہوتا ہے تو انسان کو کاٹتا ہے اور ایک سے دوسرے پر تجاوز کر جاتا
ہے اور اس تعدی کو اسلام نے باطل کر دیا۔

صفر ایک درد ہے

جامع الاصول میں ہے کہ البوداؤد نے کہا کہ بقیہ نے کہا کہ میں نے خود
محمد بن راشد سے لاہامہ کے معنی دریافت کیے تو فرمایا کہ جہالت کے
دور میں لوگ کہتے تھے کہ کوئی نہیں ہے کہ مر جائے اور پھر دفن کیا جائے
مگر اس کی قبر میں ہامہ نکلتا ہے۔ اور لا صفر کے معنی دریافت کیے

تو فرمایا کہ جہالت کے زمانے میں لوگ صفر کے مہینے کی آمد کو منحوس تصور کرتے تھے
تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لا صفر کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص
کو یہ کہتے سنا کہ صفر ایک درد ہے جو شکم میں نمودار ہوتا ہے جسے وہ متعدی تصور
کرتے ہیں۔ یہ ابوداؤد نے کہا ہے۔

ایک سال حلال اور ایک سال حرام کرنا

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاہلیت کے زمانہ میں جاہل صفر کو ایک
سال میں حلال اور ایک سال میں حرام کر لیتے تھے۔ پھر رسول خدا علیہ التیمۃ والثناء
نے فرمایا کہ لا صفر۔ اور اسی میں ہے کہ شرح غریب الصاد میں منقول ہے کہ
لا صفر حدیث کی تفسیر مذکور ہو گئی اور عرب گمان کرتے تھے کہ پیٹ میں ایک
سانپ ہوتا ہے جو بھوک کے وقت کاٹتا ہے اور یہ متعدی ہے تو اسلام نے
اسے باطل قرار دے دیا۔

شیخ جعفر کی آراء صفر کے بارے میں

بندہ ضعیف نے کہا کہ اسی طرح صفر سے مختلف اقوال مراد لینے میں وارد
ہیں۔ ان سب باتوں کا خلاصہ تین باتوں پر مختصر ہو جاتا ہے :-
اول یہ کہ صفر سے مراد یا تو معروف ماہ ہے
دوسرے یہ کہ اس سے پیٹ کا کیڑا مراد ہے
تیسرے یہ کہ نئی مذکور مراد ہے۔

اور بدشگونی لینے کے ضمن میں اس کا ذکر کرنا پہلی مراد کے لینے میں تائید کرتا ہے۔
متعدی امراض کے ضمن میں ذکر کرنے سے دوسرے معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ اللہ
تعالیٰ ہی کو بہتر علم ہے کہ اس سے کیا مراد ہے۔

دیگر الفاظ کی تحقیق

جب ہم صفر سے مراد لینے سے فرصت میں آئے تو اب مناسب ہے
کہ دوسرے ان الفاظ کی مراد بھی بیان کر دیں جو احادیث میں وارد ہے چنانچہ
العدوی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ مرض متعدی ہو گیا۔ جب اس کے
ہم نشین اور پڑوسی کو یا اس کے ہمراہ خورد و نوش کرنے والوں کو ویسا ہی مرض ہو
جائے بلاشبہ اسلام نے اسے باطل قرار دیا ہے۔

اسی طرح جامع الاصول میں التطیر ہے۔ جامع الاصول کی شرح میں
جو اسی مصنف کی ہے اس کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ طیرہ وہ ہے جس سے
بدشگونی لی جائے فال کے ذریعہ۔ یہ طیرہ سے نکلا ہے۔ عرب کا طور طریقہ
تھا کہ وہ کتے اور شکرے جیسے پرندوں سے بدفالی کر لیا کرتے تھے اور اس
کو منحوس تصور کرتے تھے اور یہ جانتے تھے کہ یہ پرندے خیر کی ضد اور مانع
ہیں۔ پس اسلام نے اس کی ممانعت کر دی اور فرمایا لا طیرۃ اور یہ مصدر
ہے جیسے التطیر تطیر الرجل تطیراً یا جیسے کہ تحیرۃ الشئ
تحیراً وخیرۃ۔

دوسرے مصادر سوائے ان دونوں مصادر کے اس وزن پر نہیں آتے

اور الفال دراصل مہموز العین ہے کبھی ہمزہ کی تخفیف کر دی جاتی ہے فال
اس طرح ہوتی ہے کہ کوئی آدمی بیمار ہوا اور دوسرے سے سنا ہے کہ وہ
کہتا ہے اے تندرست! یا کسی چیز کی تلاش ہو وہ دوسرے سے سنا ہے
کہ کہتا ہے اے پانے والے! تو وہ اپنے گمان میں یہ خیال کرتا ہے کہ
اب اپنے مرض سے نجات پاؤں گا اور اپنی گم شدہ چیز کو پاؤں گا۔ اس قسم کی
فال صحیح ہے۔ آئندہ اس کی تحقیق آنے والی ہے۔ منقول ہے کہ العدوی
اعداء کا اسم مشتق ہے سے البقوی، الابقاء کا مشتق ہے۔ اعداء
الاعداء کے معنی یہ ہیں کہ اے وہی مرض ہو گیا ہے جو اس کے ساتھی کو تھا
مثلاً ایک اونٹ کو خارش ہو تو اسے دوسرے اونٹ کے قریب نہ جانے دیں
اس خوف سے کہ کہیں دوسرے کو سچی خارش نہ ہو جائے اور یہ اعتقاد رکھیں کہ
خارش خود بخود آکر دوسرے کو لگ جاتی ہے تو اسے اسلام نے باطل قرار
دیا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ ہی بیمار کرتا ہے اور وہی شفا دیتا ہے“

اسی لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”پہلے کو خارش کہاں سے لگ گئی۔ یعنی پہلے اونٹ میں

خارش کہاں سے آگئی۔“

توریشی شرح مصابیح میں کہتے ہیں کہ العدوی کے معنی بیماری اور عادت
کے ہیں جو دوسروں کو لگ جائے۔ اس قسم کی بہادی الطباء کے نزدیک سات
امراض میں ہے۔

۱۔ جنام (کوڑھ) ۲۔ خارش ۳۔ چمک ۴۔ سرخارہ

۵۔ گندہ وہنی ۶۔ آشوب چشم اور امراض دبائی۔ ۷۔

شریعت کے خلاف عمل

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مشارق الانوار میں درج کیا ہے کہ علو اُسے کہتے ہیں جو زنا و بابت کے لوگ اعتقاد رکھتے تھے مریض کا مرض اُس کے ہم نشین پڑوسی کو لگ جائے حالانکہ وہ اس سے قبل تندرست تھا۔ تو شریعت نے اس کی نفی کر دی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لا عدوی ایہ اس امر کا بھی محمل ہے کہ ایسا اعتقاد نہ رکھنا چاہیے یا یہ کہ حقیقت میں اس بات کی کوئی اصل نہیں ہے جیسا کہ فرمایا کہ کوئی چیز کسی کو نہیں لگتی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے کہ پہلے کو کہاں سے لگی۔ یہ دونوں مفہوم شریعت کے مخالف ہیں۔

الہام جو ہام کی جمع ہے وہ ایک پرندہ ہے کیونکہ عرب اعتقاد رکھتے تھے کہ مردہ کی ہڈیاں ہامہ ہو کر اڑ جاتی ہیں اور یہ کہا کرتے تھے کہ مقتول ہامہ سے نکلنا ہے یعنی ہامہ کے سر سے نکلتا ہے۔ وہ ہمیشہ یہ کہا کرتا ہے کہ مجھے پانی پلاؤ حتیٰ کہ اس کا قاتل ہلاک کر دیا جائے اور نہایہ میں ہے کہ ہامہ سر کو کہا جاتا ہے اور ایک پرندہ کا نام ہے اور حدیث میں یہی مراد ہے اور یہ اس لیے کہ عرب اس سے نحوست کی بدشگونی لیتے تھے اور ہامہ رات کا پرندہ ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ہامہ اُتو کو کہتے ہیں۔ اور

ایک قول یہ بھی ہے کہ عرب گمان رکھتے تھے کہ اُس مقتول کی رُوح جس کے بغض و کینہ کا بدلہ لیا جائے وہ ہامہ بن کر اڑتی پھرتی ہے کہ ہامہ مردے کی ہڈیاں ہوتی ہیں۔ اور ایک قول ہے کہ اس کی رُوح ہامہ ہو جاتی ہے پھر وہ اڑتی پھرتی ہے اور اس کا نام صدی رکھتے تھے۔ پس اسلام نے اس کی نفی فرمادی اور ایسا اعتقاد رکھنے سے منع کر دیا۔

الہامہ کی توضیح

طیبی نے فرمایا کہ الہامہ ایک نام ہے جسے وہ منحوس تصور کرتے تھے اور عرب گمان رکھتے تھے کہ مردے کی ہڈیاں جب بوسیدہ ہو جاتی ہیں تو ہامہ ہو کر قبر سے نکل آتی ہیں اور ماری ماری پھرتی ہیں اور اپنے گھروں کی خبر بھی لیتی ہیں۔ پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عقیدہ کو باطل قرار دیا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ہامہ وہ اُتو ہے جب کسی کے گھر پر جا بیٹھتا ہے تو وہ اُس کو اپنی موت کی خبر دینے والا اعتقاد کرتے تھے اور ہامہ میم مخففہ کے ساتھ ہے روایت مشہورہ کی بناء پر۔ اور ایک قول تشدید کا بھی ہے۔

الہام کی توضیح

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الہام۔ ایک پرندہ ہے جو مردوں اور قبروں سے محبت رکھتا ہے اور اسے صدی بھی کہتے ہیں اور وہ رات ہی کو اڑتا ہے اور وہ اُتو کا غیر ہے مگر اس کا مشابہ ہے۔ اور عرب گمان

رکھتے تھے کہ جب کوئی شخص قتل ہو جائے اور اُس کے کینہ کا بدلہ نہ جائے تو اسے
 ہامہ سے جو سر کا اوپر کا حصہ ہے ایک پرندہ ٹھکتا ہے جو اس کی قبر پر چلتا ہے
 کہ مجھے پانی پلاؤ، مجھے پانی پلاؤ، میں پیاسا ہوں۔ یہاں تک کہ اُس کا قاتل مارا
 جائے۔ اس سلسلہ میں اُن کے بہت سے اشرار ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ
 اس کے سر سے ایک کیر ٹانگتا ہے پھر وہ پرندہ بن کر ایسی ہی آوازیں دیتا
 ہے۔ پس حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ممانعت یہی احتمال رکھتی ہے اور
 اسی طرف بہت سے علماء گزرے ہیں۔ اور اسی جانب حربی اور ابو عبیدہ
 کا رجحان ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ میں نے
 پرندہ ہی خیال کیا کرتا ہوں جسے وہ لوگ ہامہ کہتے ہیں۔ حضرت علامہ قاضی نے
 فرمایا کہ ممکن ہے اس سے تطہیر یعنی بدشگونی مراد ہو کیونکہ عرب بھی اس پرندہ
 سے جسے ہامہ کہا جاتا ہے بدشگونی لیا کرتے تھے اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے
 جو نیک فال لیا کرتے تھے۔ یہ شمر بن حمدویہ کا مذہب ہے اسے ابن اعرابی
 سے نقل کیا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ عرب گمان رکھتے تھے کہ
 جب مردوں کی ہڈیاں بوسیدہ ہو کر ہامہ بن کر اڑ جاتی ہیں تو اُسے صدی
 کہتے تھے۔

الغول کی توضیح

الغول حدیث میں ہے اور شرح جامع الاصول میں اس کی تفسیر یوں ہے
 کہ ایک جانور ہے جس کے بارے میں عرب سمجھتے تھے کہ یہ بعض اوقات راستہ

میں سامنے آجاتا ہے۔ پھر وہ لوگوں کو مار ڈالتا ہے۔ یہ شیاطین کی ایک قسم ہے اور
 حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد لا غول اس سے شیطانوں کی حقیقت
 اور اس کے وجود کی نفی میں نہیں ہے بلکہ اس میں عرب کے اس گمان کا ابطال
 ہے جو وہ سمجھتے تھے کہ وہ ہلاک کر دیتا ہے اور مختلف صورتوں میں تبدیل ہو جاتا
 ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ تم اس کی تصدیق
 نہ کرو۔

غول کی حقیقت

نہایہ میں ہے کہ غول، غیلان کا مفرد ہے اور یہ شیطان، جن کی جنسوں
 میں ہے۔ عرب گمان رکھتے تھے کہ غول جنگل میں لوگوں کو نظر آتا ہے اور
 پھر وہ مختلف صورتوں میں بدلتا ہے اور لوگوں کو راستہ سے بھٹکاتا ہے
 پھر وہ ہلاک کر دیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان نے اس بھتیدہ
 کا ابطال فرمایا ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ لا غول میں غول کی ذات کی نفی نہیں ہے بلکہ
 عرب کے اس گمان کا ابطال ہے جو وہ کہتے تھے کہ وہ مختلف صورتوں میں تبدیل
 ہو کر لوگوں کو بھٹکاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ کسی کو نہیں بھٹکاتا۔ اور یہ حدیث
 اس مفہوم کی شاہد ہے کہ غول نہیں ہے بلکہ سعالی ہے اور سعالی جنات میں
 جادوگر ہوتے ہیں جو تحیلات اور تلبیسات میں مبتلا کرتے ہیں۔ اور

اور اسی سلسلے میں یہ حدیث ہے کہ جب شیاطین پریشان کریں اور مختلف صورتیں بدلیں تو فوراً اذان دینا شروع کر دو یعنی ان کے شر کو ذکر الہی سے دور کر دو کیونکہ اذان سے وہ دور بھاگ جائیں گے۔

یہ حدیث بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ اس غول کی نفی سے ان کے وجود کی نفی مراد نہیں ہے۔ علامہ بغوی نے فرمایا کہ بالکل اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ شیطان کسی کام سے بھٹکانے اور کسی کو ہلاک کرنے کی قدرت ہی نہیں رکھتے بجز اللہ تعالیٰ کے اذن کے۔

اور کہا گیا ہے کہ غیلان جنات کے جادو گر ہیں جو لوگوں کو بھٹکا کر فتنوں میں مبتلا کرتے ہیں۔ مفتاح شرح مصابیح میں ہے کہ غول بفتح الغین مصدر ہے جو معنی غالباً اھلک ہے اور ضمتہ کے ساتھ ایک نام ہے۔ عرب گمان کرتے تھے کہ وہ لوگوں کو نظر آتے ہیں لہذا شریعت نے اس کی نفی کر دی یہ بھی ممکن ہے کہ غول حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے دور ہو گیا ہو جیسے آسمان سے باتوں کا سننا ختم ہو گیا۔

غول کے پنچہ سے رہائی مانگنا

طیسی نے فرمایا کہ یہ حدیث کہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں غول کے پنچہ میں آؤں۔ اب اگر غول سے کسی چیز کا قبضہ میں آنا اس طرح پر کہ اُسے خبر نہ ہو مراد ہے تو میں (مصنف علیہ رحمۃ) کہتا ہوں کہ اس کی تائید یہ روایت بھی کرتی ہے کہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں غول کے پنچہ میں شیخ کی جانب سے آؤں

یعنی میں اس طرح پر مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں کہ مجھے خبر بھی نہ ہو۔ اس سے مراد زمین میں دفن جانا ہے جیسا کہ نہایہ میں ہے۔

جنات کے جادو گروں کا صورتیں بدلنا

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشارق الانوار میں فرماتے ہیں کہ وَلَا غَوْلَ غین کے ضمتہ کے ساتھ جو روایت ہے حدیث میں اس کی تفسیر آئی ہے کہ غول وہ ہے جو نفول کرے یعنی تا اور غین کے فتح کے ساتھ مراد ہے مطلب یہ کہ جنات کے جادو گر غیلان کی طرح مختلف صورتیں بدلتے ہیں کیونکہ عرب کہا کرتے تھے کہ غیلان لوگوں کو دکھائی دیتا ہے اور خوب مختلف صورتیں بدلتے ہیں اور انھیں راستہ سے بھٹکاتے اور ہلاک کرتے ہیں۔ پس حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حالت کو باطل کر دیا۔

النَّوَّء کی حقیقت

ارشاد نبوی میں النَّوَّء ہے۔ شرح جامع الاصول میں ہے کہ النَّوَّء انواع کا مفرد ہے اور یہ اٹھائیس شمارے ہیں۔ وہ منازل ہیں ان میں سے غروب میں تیرہ صوبیں رات کو طلوع فجر کے ساتھ ایک منزل ختم ہوتی ہے اور دوسری منزل اس کے مقابل سے طلوع کرتی ہے۔ پس یہ اٹھائیس کو اکب سال بھر میں اپنے دورے تمام کرتے ہیں۔ عرب گمان کرتے تھے کہ ایک منزل کے ساقط ہونے اور اس کے مقابل طلوع کرنے سے بارش ہوتی ہے پس

عرب والے بارش کو منزل کی جانب نسبت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہاں منزل کی بناء پر بارش ہوتی۔ اسی لیے اس کا نوع نام ہو گیا۔ اس لیے کہ جب ساقط ہونے والی منزل مغرب کی جانب ساقط ہوتی ہے تو طلوع ہونے والی منزل مشرق سے طلوع ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں نیوؤ نوؤ یعنی ڈوبا اور طلوع ہوا۔

نوع کے معانی

ایک قول یہ ہے کہ نوع کے معنی ڈوبنے کے ہیں اور وہ اضداد سے ہے حضرت ابو عبید نے فرمایا کہ اس جگہ کے بغیر کہیں اور نوع کے معنی ڈوبنے کے نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوع کے متعلق شدت فرمائی کیونکہ اہل عرب بارش کو اس طرف منسوب کرتے تھے لیکن جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ بارش اللہ تعالیٰ کے امر سے اور کہ ہم پر فلاں منزل کی وجہ سے بارش ہوئی مراد لینا کہ فلاں وقت میں بارش ہوتی ہے کہ وہ فلاں منزل میں ہے تو اب یہ کہنا جائز ہو گا۔

نماز استسقاء کا ارادہ کرنا

مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استسقاء کی نماز کا ارادہ کیا تو حضرت عباس بن عبد المطلب کو بلایا اور پوچھا کہ خیر یا کی منزل میں کتنے دن باقی ہیں انہوں نے کہا کہ اس کا علم رکھنے والے بتاتے ہیں کہ زمین میں سقوط کے بعد سات دفعہ کنارے پر آیا ہے۔ پھر وہ سال پورا نہ ہوا۔

تھا کہ بارش ہو گئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد اس سے یہ تھی کہ اس وقت میں کتنی مدت باقی ہے کہ جب کہ وہ وقت پورا ہو گا اور قریب الہی سے بارش ہوگی۔

چاند کا منازل طے کرنا

صاحب نہایہ نے مرقوم کیا کہ انواء امر جلالت کی باتوں میں سے ہے اور وہ اٹھائیس منازل چاند ہیں اور چاند ہر رات ان میں سے ایک منزل طے کرتا ہے۔ اس طرف آیت کا یہ اشارہ ہے کہ **وَالْقَمَرَ قَدْ نَافَا مَنَازِلَ الْاَیِّ** چاند کے لیے ہم نے منازل مقرر فرمائی ہیں۔ نہایہ کا باقی کلام شرح جامع الاصول کے کلام کی طرح ہے۔ ماسوا اس قول کے جو ابو عبید سے منقول ہے۔

صحیح بخاری میں نوع کی تعریف

صحیح بخاری کی شرح میں کرمانی نے فرمایا کہ نوع نون کی فتح اور کون واؤ کے ساتھ ہے اس کے بعد ہمزہ ہے۔ اہل عرب گمان کرتے تھے کہ بارش ستاروں کے ظاہر ہونے اور ڈوبنے کی بناء پر ہے جو شخص صرف اسے ایک وقت تصور کرے تو اس میں بھی مضائقہ نہیں ہے اس لیے کہ کوئی وقت ایسا نہیں ہے جو بندوں پر سورمند نہ ہو۔ ازال بعد انہوں

نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نماز استسقاء کا واقعہ بیان کیا اسی طرح کہ جس طرح جامع الاصول میں مذکور ہے۔

علامہ ابن عربی اور نووی کا تصور

قاضی ابن عربی نے فرمایا کہ جو آدمی اس کا منتظر ہو کہ یہی ذات باری تعالیٰ کے سوا فاعل ہے یا اس کو اور ذات باری تعالیٰ کو شریک تصور کرے وہ کافر ہے اس لیے تخلیق ذات باری تعالیٰ کا کام ہے اور جو آدمی انواع سے اجراء عادت مراد لے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے لیکن علامہ نووی نے فرمایا کہ یہ مکروہ ہے اس لیے کہ یہ علامت کفر ہے اور اس سے کفر کا خدشہ ہوتا ہے۔

علامہ طیبی اور قاضی عیاض کے تصورات

علامہ طیبی نے فرمایا کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ علامہ قاضی عیاض نے فرمایا کہ ایسے ہی انواع کا ذکر کرنا جاہلیت کے حکم میں سے ہے جو یہ کہے کہ فلاں نوع کی بناء پر ہم پر بارش ہوئی۔ کیونکہ اہل عرب کے نزدیک (۲۸) منازل میں سے کسی ایک منزل میں ستارہ کے غروب و سقوط کا نام نوع ہے اور وہ یہ کہ ایک ستارہ کا مغرب میں ڈوبنا اور اسی طرح دوسرے ستارہ کا مشرق سے اس کے مقابل طلوع ہونا ہے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ایسے وقت یقیناً بارش ہوگی۔ بارش کی وجہ یا تو نوع ہے یا تیز آندھی وغیرہ۔ پھر ان میں سے بھی کچھ تو ڈوبنے والے ستارہ کی تاثیر مانتے ہیں اور کچھ طلوع ہونے

والے کی۔ اس لیے کہ یہی تو ہے جس سے نوع ہوا یعنی اپنی جگہ سے اُپر بھرا طلوع ہوا۔ پس بارش کی اس کی طرف نسبت کرتے ہیں لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا عقیدہ رکھنے سے منع فرمایا ہے اور ان کا یہ قول کہ اس کا فاعل کافر ہوتا ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بہت سے علماء نے اس پر اتفاق ظاہر کیا۔ ممانعت اور تکفیر اس آدمی کے لیے ہے جو ستارہ کو بالذات فاعل اعتقاد کرے، نہ کہ وہ شخص جو عادت کی طرف نسبت کرے اور بعض علماء نے ہر طرح پر کراہت فرمایا ہے کیونکہ ممانعت عام ہے۔ اور بعض علماء اس کے کفر کے عقیدہ سے مراد کفر ان نعمت لیتے ہیں۔ ہم نے اپنی دوسری کتاب میں اس کو کھول کر بیان کیا ہے۔

طیرہ اور عدویٰ میں امتیاز

اس لیے کہ طیرہ اور عدویٰ لوگوں میں بہت شہرت رکھتا ہے اور عملی اور اعتقادی صورت میں لوگ سخت گرفتار ہیں اور احادیث ان دونوں کے بارے میں بکثرت واقع ہیں تو ہم نے ارادہ کیا کہ اسے منقول طور پر دو ابواب میں علیحدہ علیحدہ بیان کر دیں۔

باب اول طیرہ کے بیان میں

طیبی میں مرقوم ہے کہ طیرہ چاک زبیر اور یا کے زبیر کے ساتھ ہے اور بھی یا ساکن بھی ہوتی ہے۔ اس کے معنی کسی شے کو منحوس تصور کرنے کے ہیں

یہ مصدر طیرہ طیرہ کا ہے جیسے تحید حیدرہ۔ ان دونوں کے سوا کوئی اور مصدر اس وزن پر نہیں آتا۔ اور حقیقت یہ ہے جیسا کہ منقول ہے کہ پرندوں اور شکاری کے داہنے ہاتھ میں شکار آنا اور ہرن وغیرہ سے بدشگونی لینا ہے اس پر انھیں اتنا اعتقاد تھا کہ وہ اپنے قصد سے رک جاتے تھے۔ پس شریعت نے اس سے منع کرتے ہوئے اسے باطل ٹھہرایا اور خبر دی کہ اس میں کسی طرح کے نفع و نقصان پہنچانے کی تاثیر نہیں ہے اور فال ہمز العین ہے یہ نیک و بد دونوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اور طیرہ صرف بدشگونی میں استعمال ہوا ہے اور کبھی نیک فال میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ تذکرہ لغوی معنی کے اعتبار سے ہے لیکن شرعی اعتبار سے اس کا استعمال یہ ہے کہ فال جب مطلق متعل ہوگا تو اس سے نیک کام خاص ہوگا اور طیرہ امر بد کے لیے۔ ہاں مقیم فال کا استعمال امر بد کے لیے ہو جاتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ بد فال عمروہ فال وغیرہ۔

فال اور طیرہ میں امتیاز

علامہ طبری نے فرمایا کہ فال اور طیرہ میں فرق حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے سمجھا جاتا ہے جو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے نہ عدوی ہے نہ طیرہ بلکہ مجھے تو فال پسند ہے۔" معاذ نے عرض کیا:

"فال کیا ہے؟
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
"وہ نیک کلمہ ہے۔"

کرمانی کا تصور

کرمانی نے شرح بخاری میں فرمایا کہ:
"اس کی اصل یہ ہے کہ اہل عرب ہرنوں اور پرندوں کو چھوڑتے تھے۔ پس جب وہ داہنی طرف جاتے تو اُسے متبرک سمجھتے اور اگر بائیں جانب جاتے تو اُسے نحوس سمجھا جاتا۔"

امام نووی کا تصور

امام بخاری نے مسلم کی شرح میں فرمایا کہ اس پر عقیدہ رکھنا شرک ہے اس کا قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کا ضرر نہ واقع ہوتا ہو اور نہ عادتاً اس کے موافق آتا ہو نہ بالخصوص نہ بالعموم تو وہ کام ممنوع ہے۔ اسے طیرہ کہا جاتا ہے اور ہر وہ چیز جو بالعموم ضرر پہنچائے مگر اُس کی خاصیت نہ ہو اور یہ کبھی کبھی ہو متواتر نہ ہو مثلاً وبا وغیرہ تو اُس میں نہ جائے اور نہ وہاں سے باہر نکلے اور ہر وہ چیز جو خاص ہو مگر عام نہ ہو جیسے مکان اور گھوڑا اور عورت، اس سے اجتناب کرنا مباح ہے۔

تفاوت کیا ہے؟

نہایہ میں ہے کہ فال ہمزہ کے ساتھ ہر نیک و بد میں استعمال ہے اور طیرہ اکثر جڑائی میں مگر نا در طور پر اچھائی میں استعمال ہے اور لوگ بطور تخفیف ہمزہ کو ترک کر دیتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والتیم نے فال کو اس لیے پسند فرمایا ہے کہ لوگ جب کبھی سبب ضعیف یا سبب قوی سے فائدہ کی اُمید باری تعالیٰ سے کرتے ہیں اور اس کے انجام کی بھلائی کے اُمیدوار ہوتے ہیں تو وہ لوگ خیر پر ہیں۔ اگرچہ اُمید کی ہمت میں غلطی کر جائیں لیکن اُمید رکھنا ان کے حق میں مفید ہے لیکن جب وہ اپنی اُمید کو اور اپنی خواہشوں کو ذاتِ باری تعالیٰ سے قطع کر لیں۔ تو یہ صفت مذموم ہے مگر طیرہ! تو یہ ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف سے بد ظنی اور بلاد کی توقع ہوتی ہے تو یہ توقع عقلمندوں کے نزدیک مذموم اور شریعت میں ممنوع ہے اور تفاوت یہ ہے کہ بیمار آدمی یا گم شدہ شے کا تلاش کرنے والا کسی دوسرے سے سُن لے کہ اے تندرست یا اے پانے والے۔ تو اپنے تندرست ہونے یا پانے کا گمان کرے۔ میں کہتا ہوں کہ حدیث پاک میں کلمہ پاک کا یہی مفہوم ہے۔

طیرہ کیا ہے؟

نہایہ میں ہے کہ طیرہ بمعنی جنس اور فال بمعنی نوع وارد ہے۔ اسی

اسی باب میں یہ ہے کہ طیرہ سے فال زیادہ سچی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ یہ مشاکلت کی ہمت سے ہو کیونکہ طیرہ کے یقیناً لغوی معنی منحوس جاننا ہیں لیکن فال کا عام ہونا مستمم ہے۔
قاموس میں ہے کہ طیرہ اُسے کہتے ہیں جو بُری فال لے کر منحوس بھیس۔

جامع الاصول کی احادیث کا تذکرہ

اب جبکہ تم نے طیرہ اور تفاوت کے مفہوم کو جان لیا تو ہم ان احادیث کو بیان کرتے ہیں جو اس باب میں روایت کی گئی ہیں۔ تو معلوم ہونا چاہیے کہ بعض احادیث میں عدویٰ اور طیرہ کا ذکر ایک جگہ مرقوم ہے۔ لہذا ہم ان میں سے جو حدیث کسی ایک جگہ ذکر کریں گے اُسے ہم دوسری جگہ بیان نہیں کریں گے۔ یہی حال اُن احادیث کا ہے جو ہم نے صخر میں بیان کر دی ہیں۔ البتہ ہم کسی غرض و غایت سے جو سلسلہ کلام لاحق ہو جائے تو دوبارہ ذکر کر دیں گے۔ اب اُن احادیث کا بیان شروع ہے جو جامع الاصول میں روایت کی گئی ہیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی شے سے بدشگونی نہیں کرتے تھے جب بھی آپ کی عامل کو روانہ فرماتے تو اس کا نام پوچھ لیتے اگر وہ نام اچھا ہوتا تو آپ بھی خوش ہوتے اور آپ کے رُخ انور پر اس مسرت کا اظہار ہوتا اور اگر اس کا نام اچھا نہ ہوتا تو آپ کے رُخ انور سے ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہو جاتے۔ اور جب آپ کسی گاؤں میں تشریف لے جاتے تو اس کا نام پوچھتے اگر وہ اچھا ہوتا تو رُخ انور سے مسرت کا اظہار ہوتا اور اگر اچھا نہ ہوتا تو آپ کے چہرہ مبارک سے ناخوشگوارگی کے آثار نمودار ہوتے۔ اسے ابو داؤد نے بیان کیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کام کے لیے باہر نکلتے تو اُسے پسند فرماتے کہ یہ نہیں کہ کوئی یا ساء شد یعنی نیک دو اور یا بخینج اے پانے والے کہے۔ ترمذی نے اسے تخریج کیا۔

طیرہ کا تذکرہ

عروہ بن عامر قرشی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے طیرہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس میں جو بہتر ہے وہ فال ہے، مسلمان کو چاہیے کہ کسی قسم کا ہم کا تردد نہ کرے۔ پس اگر تم میں کوئی ناپسند کو دیکھے تو اسے یہ کہنا چاہیے اے خدا! تیرے سوا کوئی بھلائی نہیں لاتا اور تیرے سوا کوئی بُرائی کو دور نہیں پہنچاتا۔ تیرے سوا کسی میں کو طاقت نہیں ہے۔ ابو داؤد نے اس کی تخریج کی۔

طیرہ شرک ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”طیرہ شرک ہے، طیرہ شرک شرک ہے اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو طیرہ سے خالی ہو مگر اللہ تعالیٰ توکل کی برکت سے اس سے دور فرما دیتا ہے۔“

ابو داؤد نے اسے بیان کیا۔

توکل کی برکت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”طیرہ شرک ہے، طیرہ شرک ہے اور کوئی ہم میں ایسا نہیں جو طیرہ سے خالی ہو مگر اللہ تعالیٰ توکل کی برکت سے اسے دور کر دیتا ہے۔“

ابوداؤد نے اسے بیان کیا۔

ترمذی میں مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”طیرہ شرک ہے اور کوئی ہم میں سے ایسا نہیں جو طیرہ سے خالی ہو لیکن اللہ تعالیٰ توکل کی برکت سے دور کر دیتا ہے۔“

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ سیمان بن حرب اس حدیث کے متعلق فرماتے تھے کہ میرے خیال میں وما منا لکن اللہ ینہبہ بالتوکل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

فال کیا چیز ہے؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”نہ عدویٰ ہے نہ طیرہ اور مجھے تو فال پسند ہے۔“ صحابہ نے عرض کیا:

”فال کیا ہے؟“

فرمایا:

”وہ نیک کلمہ ہے۔“

بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی۔

اور بخاری میں اس کی مثل ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے کہ:

”مجھے نیک فال، اچھا کلمہ پسند ہے۔“

اور مسلم میں سبھی اسی کی مثل ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتیم نے

فرمایا کہ:

”نیک کلمہ پسند ہے۔“

اور ابوداؤد کی ایک روایت بخاری کی مثل ہے اور ترمذی نے

پہلی روایت کو نقل کرتے ہوئے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”نہ عدویٰ ہے نہ طیرہ۔“

البتہ نحوست تین چیزوں

میں ہے۔ گھوڑے، عورت اور مکان میں۔

ایک روایت میں راوی کا قول ہے کہ شوم یعنی نحوست کا ذکر حضور

انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس صحابہ نے کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ:

”اگر نحوست ہو سکتی ہے تو مکان، عورت اور گھوڑے

میں۔“

بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کیا۔
اور مسلم میں یوں ہے کہ عورت نے گھوڑے اور مسکن میں ہے۔ صاحب
موطا اور ابوداؤد و ترمذی اور نسائی نے پہلی روایت کی تخریج کی اور عدوی
اور طبرہ کا ذکر نہیں ہے۔

نخوست کہاں ہو سکتی ہے؟

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی
کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
”اگر کہیں نخوست ہو سکتی ہے تو صرف گھوڑے، عورت
اور مسکن میں ہو سکتی ہے۔“

بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی اور موطا نے اس کی مثل بیان کیا اور وہ
اپنی حدیث میں کہتے ہیں کہ:
”نخوست گھر، خادم اور گھوڑے میں ہے۔“
اسے مسلم اور نسائی نے بیان کیا۔

برکت کس میں ہے؟

حکیم ابن معاد سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا۔
”نخوست نہیں ہے اور کبھی گھر، عورت اور گھوڑے

میں برکت ہوتی ہے۔“
ترمذی نے اسے تخریج کیا۔

فال کیا ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے
کہا کہ میں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ:
”طیرہ نہیں ہے، اس کا بہتر جزو فال ہے۔“
عرض کیا گیا، یا رسول اللہ! فال کیا ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا۔
”وہ نیک کلمہ ہے جسے کوئی تم سے من لے۔“
اسے بخاری و مسلم نے تخریج کیا۔

عیافہ اور طیرہ میں فرق

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ سے روایت بیان
کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے
سنا کہ:

”عیافہ یعنی جانوروں سے فال لینا اور طیرہ اور طرق
بست پرستی ہے۔“

اسے ابوداؤد نے بیان کیا اور کہا کہ طرق پرندہ کا اڑنا اور عیافہ لکیر کھینچنا

ہے اور اسی شرح میں کہا کہ عیافہ پرندوں کو اڑانا اور اُس سے شگون لینا ہے جس طرح کہ عرب والے کیا کرتے تھے کہ وہ پرندوں کو اڑا کر شگون لیتے تھے اور طرق کنکریاں مارنا ہے اور کہا گیا ہے کہ ریت میں یکسر میں بنانا ہے۔ جس طرح علم نجوم جاننے والے دل کی باتیں وغیرہ بتانے کے لیے کیا کرتے ہیں۔ اور بت پرستی وہ چیز ہے جس کی ماسوا اللہ پوجا کی جائے۔

جیت کسے کہتے ہیں

اور ایک قول یہ ہے کہ جیت کا ہن اور شیطان کو کہا جاتا ہے۔ طبعی نے قول بیان کرتے ہوئے کہا کہ عیافہ پرندوں کو اڑانا اور اُن کے ناموں بولیوں اور گزرگا ہوں سے شگون لینا ہے اور عرب کے سیفروں میں یہ عادت پائی جاتی تھی۔ وہ بولا کرتے تھے کہ عاف یحییٰ عیفا جب پرندوں کو اڑائے اور اندازہ اور گمان کرے۔ اور طرق وہ کنکریاں مارنا ہے جس طرح عورتیں کرتی ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ وہ ریت میں یکسر کھینچتا ہے اور جیت جادو اور کمانت کو کہا جاتا ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ہر وہ شے جسے ماسوا اللہ پوجا جائے۔ اور ایک قول جادو کا بھی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان یہ جیت سے ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ جیت کا عمل ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ لفظ عربی کا نہیں ہے۔

حضرت سعد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ لفظ حبشی ہے اور قطرب نے کہا جیت وہ ہے جس میں کچھ بھی بھلائی نہ ہو۔

گھر میں بے برکتی ہونا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم پہلے ایک گھر میں سکونت پذیر تھے جہاں پر ہم بہت سے فرد تھے اور بہت سا مال بھی رکھتے تھے۔ پھر ہم نے وہ گھر بدل لیا تو اس میں ہمارے فرد کم ہو گئے اور ہمارا مال بھی کم ہو گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-
”اسے چھوڑ دو یہ بُرا گھنے۔“

اسے ابو داؤد نے بیان کیا۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک عورت آئی، اُس نے عرض کیا ہمارا ایک گھر تھا جہاں ہمارے افراد کثرت سے تھے اور مال میں بھی کثرت تھی۔ پھر ہم نے اسے تبدیل کر لیا تو افراد اور مال میں کمی ہو گئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

”اسے چھوڑ دو یہ اچھا نہیں ہے۔“

موطا نے اسے تخریج کیا۔



ذیل اللہ الرحمن الرحیم

طیرہ شرک ہے

طیرہ تقدیر کے ساتھ ہے۔ اسے حاکم نے مستدرک میں بیان کیا۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ طیرہ شرک
ہے۔ ترمذی، احمد اور بخاری نے ادب میں اور ابن ماجہ اور حاکم نے مستدرک
میں روایت کیا۔

زمانہ جاہلیت کا عمل

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت
میں کہا کرتے تھے کہ شگون صرف عورت، جانور اور مکان میں ہے۔
اسے حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔
نخوست تین میں ہے :-

عورت مکان جانور
اسے ترمذی اور نسائی نے ابن عمر سے روایت کیا۔

اگر نخوست کسی چیز میں ہوتی تو مکان، عورت اور گھوڑے میں ہوتی۔
اسے احمد اور بخاری نے سہل بن سعد سے اور بیہقی نے ابن عمر سے اور نسائی نے
جابر سے روایت کیا۔

تین صفات

انسان تین صفات رکھتا ہے :-

- ۱۔ شگون لینا۔
- ۲۔ بدگمانی کرنا۔
- ۳۔ حسد کرنا۔

پس طیرہ سے یوں نجات ہے کہ اس طرف خیال نہ کرے اور بدگمانی سے
اس طرح کہ تحقیق کی طرف نہ جائے اور حسد سے اس طرح کہ وہ ظلم نہ کرے۔
اسے بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے اور ابن
صیصری نے امالی اور ویلیبی نے مسند الفردوس میں ان الفاظ میں روایت کیا
کہ مومن تین خصائل رکھتا ہے آخر حدیث تک۔

- ۱۔ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے کہ جس نے شگون لیا۔
 - ۲۔ اور نہ وہ کہ جس کے لیے شگون لیا۔
 - ۳۔ اور نہ وہ کہ جو کہانت کرے۔ یا کہ جس کے لیے کہانت کی گئی یا جس
کے لیے جادو کرائے۔
- اسے عمران بن حصین سے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

جو شخص شگون لے کر اپنے کام سے باز رہا بلاشبہ اُس نے شرک کیا۔
امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابو عمرو سے روایت کیا۔

کفارہ کی ادائیگی

طیبرہ شرک ہے، طیرہ شرک ہے، جو شخص سفر کے ارادہ سے نکلے پھر وہ شگون لے کر باز رہا۔ بلاشبہ اُس نے کفر کیا اور جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا اس کا عمل سے انکار کیا۔ کوئی نحوست نہیں ہے اگر ہوتی تو گھوڑے عورت اور مکان میں ہوتی ہے۔ جو شخص اپنے کام سے شگون لے کر باز رہا تو بلاشبہ اُس نے شرک کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا کفارہ کیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ پڑھے:-

”کوئی طیر نہیں سوائے تیرے طیر کے، اور کوئی بھلائی نہیں سوائے تیری بھلائی کے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ فال بھیجنے والا ہے اور چھینک عادل گواہ۔ کوئی بد شگون نہیں ہے۔ کبھی مکان، گھوڑے اور عورت میں برکت ہوتی ہے۔“

اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے حکیم بن مہدی سے بیان کیا۔
”اے حاضر ہونے والے ہم تجھ سے تیرے منہ سے فال لیتے ہیں۔ ہام میں کچھ نہیں اور نظر بھی ہے۔ بہتر شگون فال ہے۔“

اسے امام احمد و ترمذی نے حضرت جابر سے روایت کیا۔
”کوئی طیرہ نہیں، اس میں بہتر فال ہے جو نیک کلمہ ہے۔ اسے تم میں سے کوئی سنے۔“

اسے امام احمد و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
”مذہب دوئی ہے اور نہ طیرہ، مجھے فال پسند ہے۔“
اسے دارقطنی نے متفق علیہ میں روایت کیا۔

دل میں کھٹک ہونا

حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا تمھاری کیا رائے ہے کہ اپنی فونڈی کی طرف سے میرے دل میں کچھ کھٹک ہے۔ کیونکہ لوگوں سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-
”اگر کچھ نحوست ہوتی ہے تو مکان، گھوڑے اور عورت میں ہوتی ہے۔“

تو اُنھوں نے اس بات سے انکار کیا کہ یہ بات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی ہو اور سختی سے انکار کیا۔
ایک اور روایت میں ہے کہ اُنھوں نے اس بات سے انکار کیا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو کہ کسی چیز میں نحوست ہے اور فرمایا جب اس کی طرف سے تمھارے دل میں کھٹک ہے تو اسے جدا کر دو۔ یعنی

اسے فروخت کر دیا آزاد کر دو۔ اسے ابن جریر نے بیان کیا۔

اُم المؤمنین کی ناراضگی

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو حسان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ دو شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”نخوست عورت گھوڑے اور مکان میں ہوتی ہے۔“

اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت سخت ناراض ہوئیں اور کہا یہ نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ:

”انہیں زنا یا جاہلیت کے لوگ منحوس سمجھتے تھے۔“

اسے ابن جریر نے بیان کیا۔

مکان کے فروخت کا حکم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک عورت نے آکر عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم ایسے گھر میں سکونت رکھتے ہیں کہ اس سے قبل ہمارے کثرت سے مال و دولت تھا۔ پھر فتنہ ہو گئے اور ہم میں بُرائی آگئی اور ہم جدا جدا ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”اُسے فروخت کر دیا چھوڑ دو۔ وہ اچھا نہیں ہے۔“

اسے ابن جریر نے بیان کیا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ اس باب میں کثرت سے احادیث آئی ہیں لیکن جتنی ہم نے بیان کر دی ہیں یہی بہت ہیں۔ اور بعض احادیث میں طیرہ کے تاثیر کی نفی اور مطلقاً اس کے اعتقاد کی ممانعت بھی جاتی ہے۔ اور بعض احادیث سے اس کے مؤثر ہونے کا ثبوت یقینی معلوم ہوتا ہے جیسے عورت، مکان اور جانوروں میں یا تو یہ تاثیر ان میں فی الحال موجود ہوگی۔ یا یہ جاہلیت کے زمانہ کی باتیں ہیں۔ یہ تو نفی اور نفی کے معنوں میں ہے یا شرطیہ الفاظ سے وارد ہیں جیسے اگر کسی چیز میں نخوست ہوتی تو ان اشیاء میں ہوتی۔ اس کے معنی سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے حالانکہ نخوست کسی شے میں نہیں ہے۔ اگر اس کا ثبوت ہونا فرض کر لیا جائے تو صرف یہ چیزیں ہیں جہاں گمان اور مقام مانا جاسکتا ہے اور یہی مناسب بھی ہے اس لیے کہ یہ معنی اس حدیث کی بناء پر ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”اگر کوئی چیز تقدیر پر بے بقوت کرتی تو یقیناً نظر

بے بقوت کرتی۔“

اس مقام پر قاضی نے بحث کرتے ہوئے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ لا طیرہ کے بعد شرطیہ کو لا نادالالت کرتا ہے کہ نخوست ان میں بھی نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ اگر نخوست کا کہیں وجود ہوتا تو ان چیزوں میں ہوتا کیونکہ یہ چیزیں زیادہ اثر قبول کرنے والی ہیں لیکن نخوست کا وجود ان میں بھی

نہیں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حقیقتاً کسی چیز میں نحوست نہیں ہے۔ انتہی

حقیقی مؤثر ذات باری تعالیٰ ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس باب میں صراحت کے ساتھ نحوست کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ لہذا ان دونوں روایات میں مطابقت اس طرح ہو سکتی ہے کہ بالذات تاثیر ملنے کی ممانعت ہے اور ہر چیز میں حقیقی مؤثر صرف ذات باری تعالیٰ ہے اور تمام مخلوق اُسی کی ہے اور تقدیر بھی اُسی کی جانب سے ہے اور ان چیزوں میں نحوست کا ثابت ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و مرضی کے موافق ہے کہ ان میں وہ پیدا کر دے اور انہیں اسباب عادیہ میں سے بنایا جیسے آگ کہ یہ جلانے کے لیے ہے پس مخالفت بالذات تاثیر کی طرف راجع ہے اور اثبات امور عادیہ کی طرف۔ اور ان اشیاء کی خصوصیت کی حکمت علم شائع کی طرف حوالہ ہے۔

نحوست مختلف انواع میں

ایک قول یہ بھی ہے کہ عورت میں نحوست یہ ہوتی ہے کہ اپنے شوہر کے لیے ناشزہ، بانجھ اور نافرمان ہو یا خاوند کی نظر میں ناپسند اور بد صورت ہو۔

مکان میں نحوست یہ ہوتی ہے کہ وہ تنگ ہو اور اس کے ہمسائے بُرے

ہوں یا آب ہوا خراب ہو۔

گھوڑے میں نحوست یہ ہوتی ہے کہ وہ سرکش ہو یا اُس کی قیمت زیادہ ہو یا اُس کی مصلحت کے ناموافقی ہو۔ اسی طرح کی اور بھی کیفیات ہیں۔

نتیجہ

در اصل اس سلسلہ میں اس کا استعمال ایک قسم کا مجاز ہے اور نحوست باعتبار اُس ناپسندیدگی کے ہے جو ان اشیاء میں شریعت یا طبیعت کے مخالف ہو۔ اس کی تائید شرح السنہ کی یہ روایت بھی کرتی ہے جیسا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس ایسا مکان ہو جس میں اُسے رہنا ناپسند ہو یا عورت ہو کہ اُس کی ہم بستری سے ناغوش ہو۔ یا گھوڑا ہو کہ وہ اُسے ناپسند ہو تو چاہیے کہ اُسے فروخت کر دے اور مکان تبدیل کر لے، بیوی کو طلاق دے دے تاکہ اُس کے دل کی پریشانی اور ناپسندیدگی رفع ہو جائے جس طرح کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس شخص کے جواب میں فرمایا جس نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا تھا یا رسول اللہ! ہم ایک ایسے مکان میں تھے جہاں ہمارے افراد تعدادِ کثرت سے تھے آخر حدیث تک۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے چھوڑ دو بُرا ہے۔ اور انھیں حکم دیا کہ اسے تبدیل کر لو تاکہ وہ ناپسندیدگی رفع ہو جائے نہ یہ کہ اس میں نحوست ہے۔ ثابت ہوا کہ شوم اور تطیر کی ممانعت اپنے حال پر باقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



ہم نے وضاحت کے ساتھ احادیثِ عدویٰ کے عدم وجود اور اس کے قائل ہونے اور اعتقاد رکھنے کی ممانعت میں بیان کر دی ہیں صرف ایک اعتراض باقی ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشادِ عالیہ میں کہ **فَرَأَى مِنَ الْمُجَنَّدِ قَوْمًا تَفَرَّقُوا مِنْ الْأَسَدِ**۔ عدویٰ کی نفی کے بعد اور اس فرمان میں کہ بیمار اُونٹ تندرست اُونٹ میں نہ جائے اور ایک روایت میں ہے کہ **لَا يُؤْرَدُ مُمَرِّضٌ عَلَى الْمَصْبَحِ**۔ اس ارشاد کے بعد کہ کسی کو کسی سے بیماری نہیں گنتی۔ باوجود اس کا رد فرماتے کے جبکہ ایک اعرابی نے کہا تھا پھر یہ کیا ہے کہ اُونٹ دوڑ بھٹ کرتا ہے گویا کہ وہ بہن ہے۔ پس ایک بیمار اُونٹ اگر سب کو بیمار کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پہلے اُونٹ کو کہاں سے بیماری لگی۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک بدو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! پہلے غارش اُونٹ کے ہونٹ

یا پٹے میں ہوتی ہے پھر تمام اُونٹوں میں پھیل جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا پہلے کو کہاں سے بیماری لگی لا عدوی ولا ہامة ولا صفہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک جان کو پیدا فرمایا اُسی نے اُس کی زندگی، مصیبت اور رزق مقرر کیا۔ بلاشبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں روایتوں کو بیان کرتے ہیں یعنی یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان لا عدوی اور یہ کہ لا یؤرَدُ مُمَرِّضٌ عَلَى الْمَصْبَحِ اس کے بعد پھر لا عدوی کی روایت سے خاموش ہو رہے اور لا یؤرَدُ الی آخرہ کی روایت پر قائم رہے۔ پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی حدیث سے انکار کیا۔ لوگوں نے کہا کیا آپ لا عدوی کی حدیث بیان نہیں فرمایا کرتے تھے۔ تو پھر وہ ایسی بات فرمائے گئے جو ناقابلِ فہم تھی۔

ابو سلمہ نے کہا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ اس حدیث کے سوا اور حدیث بھولے ہوں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی حارث نے کہا کہ اے ابو ہریرہ! میں تم سے اس حدیث کے ساتھ دوسری حدیث کو بھی روایت کرتے سنا کرتا تھا۔ اب آپ اس سے خاموش ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے لا عدوی۔ پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کے اقرار سے انکار کیا اور فرمایا لا یؤرَدُ مُمَرِّضٌ عَلَى الْمَصْبَحِ تب اُنھوں نے جرح کی یہاں تک کہ وہ ناراض ہو کر ناقابلِ فہم باقیں کرنے لگے۔ ابو سلمہ نے کہا مجھے اپنی عمر کی قسم یقیناً ابو ہریرہ ہم سے بیان کرتے تھے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا عدوی پس اب میں نہیں جانتا کہ کس نے

انہیں بھلا دیا یا کس نے دونوں قولوں میں سے کسی ایک کو منوخ کر دیا۔
اگر تم یہ اعتراض کرو کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس
کی روایت سے انکار کیا تو اب یہ ثابت نہ ہوئی تو میں جواب میں کہوں گا
کہ اس سلسلہ میں اصولی بحث گزر چکی ہے اور راوی کے انکار سے مطلقاً عدم
ثبوت نہیں ہوتا اور اگر تم تسلیم بھی کر لیں تب بھی لا عدوی کا ثبوت
دوسری بہت سی اسناد سے ثابت ہے جس طرح کہ ہم نے اس سے قبل
بیان کیا۔

پس اب تعارض عدوی کی نفی اور مجہدوم سے فرار کے حکم کے درمیان
تعارض نہ ہو گا کی نفی اور فرمان لا یحیل یا لا یؤمر الی آخرہ کے درمیان
واقع ہو گیا۔ لہذا ہم ذکر کرتے ہیں جو علماء نے عدوی کی نفی اور مجہدوم
سے فرار کے حکم کی مطابقت میں بیان فرمایا ہے کیونکہ اس سلسلہ میں یہی
مشور ہے۔ اسی سے دوسری حدیث کی تطبیق کی وجہ بھی معلوم ہو جائے
گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اب ہم کہتے ہیں کہ کرمانی نے صیح بخاری کی شرح میں فرمایا کہ لا عدوی
کے قول کا مطلب یہ ہے کہ بالطبع کسی کو کسی سے بیماری نہیں لگتی لیکن جو کچھ
ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قضاء اور اجراء عادت سے ہوتا ہے۔ اسی لیے حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس لے جانے کو
منع فرمایا اور فرمایا کہ کوڑھی سے بھاگ۔ الی آخرہ۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ فرار
لا عدوی سے مستثنیٰ ہے۔

نورپشی نے فرمایا کہ لا عدوی کی تاویل میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض
نے تو یہ کہا کہ اس سے مراد عدوی کی نفی اور اس کا ابطال ہے جیسا کہ ظاہر
حدیث اور عدوی پر قرائن اور سیاق کلام دلالت کرتا ہے۔ اکثر کا یہی
مذہب ہے۔ اور بعض کی یہ رائے ہے کہ عدوی کا ابطال مراد نہیں۔
کیونکہ حضور یدیم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
”کوڑھی، کوڑھی سے ایسے بھاگے جیسے شیر سے
بھاگتا ہے۔“

اور فرمایا کہ:

”بیمار تندرست پر نہ جائے۔“

بلاشبہ اس سے اس چیز کی نفی مراد ہے جو طبیعت والے اعتقاد
رکھتے تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ امراض متعدی اور یقینی مؤثر ہوتے ہیں
تو انہیں تنبیہ فرمادی کہ خبردار یہ بات نہیں ہے جیسا کہ تم گمان کرتے
ہو بلکہ وہ مشیت الہی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اگر وہ چاہے تو ایسا
ہو جائے اور وہ نہ چاہے تو کچھ نہ ہو۔ اس مفہوم پر فرمان نبوی مشیر ہے
کہ:

”پہلے کو کہاں سے بیماری لگی۔“

یعنی اگر تمہارے خیال میں یہی بات ہے کہ بیماری کا متعدی ہونا مرض
کی وجہ سے ہے اور کسی وجہ سے نہیں؟ تو پہلے کو کہاں سے لگی۔ آپ
نے یہ فرما کر واضح کر دیا کہ ”کوڑھی سے بھاگ۔“ اور یہ کہ ”بیمار تندرست پر

نہ جائے۔ کیونکہ ان سے ملنا جلنا علت کا سبب ہے۔ پس بچنا چاہیے جس طرح ٹیڑھی دیوار اور شکستہ کشتی سے بچتے ہیں۔ پہلے گروہ نے دوسرے گروہ کے استدلال کو انہی دونوں احادیث سے رد کیا ہے کہ ان دونوں میں جو مماثلت ہے تو وہ دونوں باتوں میں کسی ایک کے اختیار کرنے والے پر شققت کے لیے ہے کہ فی نفسہ اسے علت لگ جائے یا اونٹوں کو پیادہ لگ جائے تو وہ اعتقاد کرنے لگے گا کہ عدویٰ حق ہے۔ کہا ہے کہ دوسرے قول والوں کی تاویل دونوں میں سے بہتر ہے۔ کیونکہ ان میں روایت شدہ احادیث کی مطابقت ہے۔

اب پہلے قول پر غور کیجئے تو یہ اصول طبعیہ کو معطل کر دینے پر مقتضی ہے حالانکہ شریعت طبعی اصول کو بیکار و معطل کرنے کے لیے نہیں آتی بلکہ اس کے اثبات اور معتبر ہونے کے واسطے آئی ہے۔ اس طور پر کہ اصول توحید کے خلاف نہ ہو اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اس کے ماننے پر کوئی خلاف نہیں ہوتا۔ رہا یہ استدلال کہ سابق کلام کا قرینہ! بلاشبہ ہم ایسا پاتے ہیں کہ شارع علیہ السلام نہی کو حرام اور مکروہ جو کسی ایک پہلو سے ممنوع ہو اور جو کئی اعتبار سے ممنوع ہو کہ درمیان میں جمع کر دیتے ہیں۔ ہمارے اس قول کے صحت کی دلیل یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کوڑھی سے جو بیعت کرنے آیا تھا فرمایا:

”ہم نے تمہاری بیعت قبول کر لی۔ اب تو جا“
اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کوڑھی سے جس کا ہاتھ پکڑ کر

اپنے ہاتھ مبارک کے ساتھ ایک پیالے میں رکھا تھا فرمایا:
”اللہ پر بھروسہ اور توکل کر کے کھا۔“

ان دو احادیث کے مابین مطابقت ماسوا میں وجہ کے کوئی نہیں ہے کہ پہلی حدیث اتلاف کے اسباب سے بچنے کو ظاہر کرتی ہے اور دوسری حدیث مشارکت اسباب کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر توکل بتاتی ہے تاکہ حدیث اول کے ہمراہ اسباب سے تعرض ثابت ہو اور یہ سنت ہے۔ اور دوسری حدیث سے اسباب کا ترک ثابت ہو کہ یہ ایک حالت ہے۔

کوڑھی کی بیعت کی مقبولیت

طبعی نے اس حدیث میں جو عمر بن شریہ سے روایت ہے کہا کہ ثقیف کے وفد میں ایک کوڑھی آدمی تھا۔ پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے کہلا بھیجا کہ:

”ہم نے تیری بیعت قبول فرمائی اب تو چلا جا۔“

اسے مسلم نے روایت کیا ہے کہ یہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے رضعتی کا ارشاد ہے اس آدمی کے لیے جسے توکل کا درجہ حاصل نہ ہوتا کہ وہ اسباب کی رعایت کیا کرے کیونکہ موجودات کی ہر شے میں خلصیت اور اثر ہے جسے ذات الہ العالمین نے اس میں ودیعت فرمایا ہے۔

جذامی کا بدبودار ہونا

علامہ بغوی نے فرمایا کہ ایک قول یہ ہے کہ کوڑھی میں ایک قسم کی بدبو

ہوتی ہے، جو اُس کے پاس زیادہ بیٹھے اور اُس کے ساتھ کھانا پینا، اُسٹھنا بیٹھنا زیادہ رکھے اُسے بیمار کر دیتی ہے باوجودیکہ متعدی امراض میں سے نہیں ہے بلکہ طبی معاملات میں سے ہے جیسے کہ خراب چیز کھانے اور بدبودار چیز کو سونگھنے اور کسی ایسے مکان میں رہنے سے جس کی ہوا موافق نہ ہو ضرر پہنچ جاتا ہے حالانکہ یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ کے اُمر سے ہوتی ہیں اور وہ چیزیں کسی کو بذاتہ ضرر دینے والی نہیں مگر امر الہی سے۔

بیماری امر الہی ہے

حضرت شیخ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نخبۃ الفکر کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ان دونوں مطابقت کی وجہ یہ ہے کہ یہ امراض طبع کے ساتھ ہمیشہ ساتھ رہنے والی نہیں ہے لیکن اللہ العالمین نے ایسے بیمار کے ساتھ ملاقات کو تندرست کے لیے سبب تصور کیا ہے کہ اس کی بیماری اس حد تک تجاوز نہ کر جائے۔ پھر کبھی یہ مرض اپنے سبب سے تخلف بھی کر جاتا ہے جیسے اور سبب میں ہوتا ہے۔ اسی طرح ابن الصلاح نے دوسروں کی اتباع میں تطبیق کی ہے اور دونوں میں سب سے بہتر تطبیق یہ ہے کہ یوں کہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ممانعت عدویٰ میں اپنے عموم پر باقی ہے اور آپ کا یہ ارشاد کہ:

”کسی چیز کو کسی چیز سے بیماری نہیں لگتی۔“

صیح ہے اور یہ بھی کہ:

”پہلے کو بیماری کہاں سے لگتی۔“

یعنی مطلب یہ کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں اس مرض کو دوسرے میں پیدا کیا جیسا کہ پہلے میں پیدا کیا تھا۔ اب رہا حکم یہ کہ کونڑھی سے اجتناب کرے۔ سو یہ اسباب سے رکاوٹ کے لیے ہے۔ تاکہ اُس شخص کو جو کونڑھی سے ملاقات رکھے اتفاقاً مشیت ایزدی سے ابتداء مرض لاحق ہو جائے نہ کہ عدویٰ کی وجہ سے جس کی ممانعت ہے۔ تو وہ شخص یہ گمان کرنے لگے کہ اس کی ملاقات کی وجہ سے یہ مرض لگ گیا ہے۔ پھر وہ عدویٰ پر اعتقاد کرنے لگے۔ یہ بات ضرر رساں ہے اس لیے احتراز کا حکم فرمایا۔ تاکہ ماوہ ہی کٹ جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اذن الہی سے سب کچھ ہوتا ہے

یہ شرح میں شیخ کا کلام ہے اور حاشیہ میں جو شیخ سے منقول ہے اُس کے بارے میں کہا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا کونڑھی کے ساتھ کھانا، کھانا اس حیثیت پر دلالت کرتا ہے کہ آپ یقین رکھتے تھے کہ بغیر اذن الہی کے کچھ نہیں پہنچ سکتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے محفوظ تھے کہ اگر کوئی ناپسندیدہ بات پہنچے تو آپ ایسا گمان کریں۔ یہ حکم بھی ایسے ہی لوگوں کے لیے ہے جو اپنے دل میں یقین محکم نہیں پاتے اور دم کرتے ہیں کہ اگر ناپسندیدہ بات پیش آئی تو دل میں خدشہ پیدا ہوگا یہ حکم اس مہربانی کے لیے ہے تاکہ شرک خفی کے دریا میں ڈوبنے سے

محفوظ رہے، جزاء اللہ تعالیٰ عن اُمتہ خیر البراءہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ
کو اپنی اُمت کی طرف سے بہتر بدلہ دے اور آپ کو وسیلہ، فضیلہ اور لواۃ الحمد
مرحمت فرمائے۔ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم وَشَرَفَتْ وَکَرَّمَتْ۔
یہ شیخ کی تقریر ہے چونکہ اُنھوں نے حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ
والتسلیم پر دو درجے کی تہنیت کا اختتام کیا۔ لہذا ہم نے بھی درود پر اپنے
کلام کو ختم کر دیا۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ
وَصَحْبِہٖ وَجَمَیْعِہٖ وَسَلَّم۔

تَمَّتْ

ہماری نئی مطبوعات

| | |
|-------------------|--|
| میلاد رسول اعظم ﷺ | مؤلف :- حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی |
| جمال قرب الہی | مرتبہ :- سید غلام دستگیر زیدی نقشبندی |
| جمال ذکر الہی | مرتبہ :- سید غلام دستگیر زیدی نقشبندی |
| زہد کی حقیقت | مؤلف حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ |
| مراقبہ کی حقیقت | مؤلف :- حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ |
| توبہ کی حقیقت | مؤلف حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ |
| علم کی حقیقت | مؤلف :- حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ |
| تذکرۃ الروح | مؤلف :- حضرت علامہ جلدل الدین سیوطی |
| تذکرۃ الموت | مؤلف :- حضرت علامہ جلدل الدین سیوطی |
| تذکرۃ القبر | مؤلف :- حضرت علامہ جلدل الدین سیوطی |
| عاشورہ | مؤلف :- حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی |